# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیتیں

تالیف
الشیخ خالد ابو صالح حفظہ اللہ

ترجمہ
الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ

نظرثانی
الشیخ ارشاد علی بہاولنگری حفظہ اللہ

مکتبہ اسلامیہ

# رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں

تالیف

الشیخ خالد ابو صالح حفظہ اللہ

ترجمہ

الشیخ محمد عظیم حاصل پوری حفظہ اللہ

نظر ثانی

الشیخ ارشاد علی بہاولنگری حفظہ اللہ



مکتبہ اسلامیہ

کتاب ------------------ رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں

تالیف ------------------ الشیخ خالد ابو صالح

ترجمہ ------------------ الشیخ محمد عظیم حاصل پوری

نظرثانی ------------------ الشیخ ارشاد علی بہاولنگری

ناشر ------------------ محمد سرور عاصم

اشاعت ------------------ مارچ 2012ء

قیمت ------------------



ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37232369, 37244973, 042

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 2034256, 041-2631204

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

# فہرست

# رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ أَمَّا بَعْدُ!

نبی کریم ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف وصیتیں فرمائیں۔ کبھی آپ ﷺ نے کسی سے محبت وشفقت اور دین میں خصوصی لگاؤ کو دیکھ کر اسے کوئی وصیت فرمادی اور کبھی کسی کے سوال کے جواب میں اسے کوئی وصیت کردی......!

جب بھی کسی نے آپ ﷺ سے وصیت طلب کی تو آپ ﷺ نے ہر ایک کو اس کے مزاج اور طبیعت کے مطابق وصیت فرمائی۔

اہل علم فرماتے ہیں:

”جس طرح ایک ماہر طبیب، حکیم، ڈاکٹر ہر مریض کے مزاج اور بیماری کو مدنظر رکھ کر علاج اور غذا تجویز کرتا ہے۔اسی طرح نبی کریم ﷺ جو انسانیت کے سب سے بڑے روحانی معالج تھے ہر شخص کو اسی عمل کی وصیت فرماتے جو اس کے لیے ضروری اور اس کے حالات کے مطابق ہوتی۔“

جیسا کہ کسی نے آکر آپ ﷺ سے وصیت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقِمْ)) [1]

”تو کہہ میرا رب اللہ ہے پھر اسی پر ڈٹ جا۔“

اور کسی کو فرمایا:

((لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ: لَا تَغْضَبْ)) [2]

”غصہ نہ کر اس نے کئی بار (یہ سوال) دہرایا آپ ﷺ نے یہی فرمایا: غصہ نہ کر۔“

فتح الباری میں مرقوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہی وصیت ابن عمر، ابوالدرداء، سفیان بن عبداللہ ثقفی اور جاریہ بن قدام رضی اللہ عنہم کو فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات میں غصہ زیادہ تھا اسی لیے آپ ﷺ نے ان کے مزاج کے مطابق انہیں یہ وصیت فرمائی۔

---

[1] ترمذی، الزهد، باب ما جاء فی حفظ اللسان (٢٤١٠) وصحیح ترمذی للالبانی (الزهد/ ٤٧)۔ [2] البخاری، الادب، باب الحذر من الغضب (٦١١٦)۔

اگرچہ یہ وصیتیں آپ ﷺ نے مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمائی جیسا کہ اس سعادت کو حاصل کرنے والے سب سے زیادہ ابوذرّ غفاری رضی اللہ عنہ ہیں، لیکن یہ وصیتیں تمام امتِ محمدیہ کے لیے عام ہیں کیونکہ آپ ﷺ کا ہر فرمان ہر انسان کے لیے واجب العمل اور اسوۂ حسنہ ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں'' دو حصوں پر مشتمل ہے۔

① پہلا حصہ جو ایک عربی رسالہ "يَا أَبَا ذَرٍّ! وَصَايَا النَّبِيِّ ﷺ لِأَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ مَعَ شَيْءٍ مِنْ فَوَائِدِهَا" کے اردو ترجمے مع فوائد وزوائد پر مشتمل ہے۔

② دوسرا حصہ ابوذرّ غفاری رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کی جانے والی وصیتوں پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں ہمارے ساتھ مولانا ارشاد علی بہاولنگری نے خصوصی تعاون کیا ہے اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اللہ اس سعی کو اپنے دربار عالیہ میں مقبول ومنظور فرمائے اور تمام قارئین اور معاونین وناشرین کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین

خادم الدین

الشیخ محمد عظیم حاصلپوری حفظہ اللہ تعالیٰ

# مُقَدِّمَۃ

نبی کریم ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کو کئی ایک وصیتیں کی ہیں جو مختلف عناوین پر مشتمل ہیں۔کیا ان وصیتوں کا سبب ان کا طلبِ علم اور حقیقی استفادہ کرنے میں سچا ہونا تھا جس کی وجہ سے نبی ﷺ نے اس کے لیے علم کے راستے مفصل بیان کر دیئے تا کہ وہ کسی اور کا محتاج نہ رہے؟

یا پھر اس کا سبب یہ ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے ہیں اور یہ وصیتیں اس ملازمت کا ثمرہ اور آپ کی مجالست کے پر کیف جھونکوں میں سے خوشبو کا ایک جھونکا ہیں؟

فَصَاحِبُ الْمِسْكِ إِمَّا يُحْذِيْكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رَائِحَةً طَيِّبَةً

یا یہ وصیتیں اس وجہ سے کی گئی کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال کے درمیان رہتے ہوئے بھی اجنبیت محسوس کرتے تھے تو نبی ﷺ نے آپ کو یہ وصیتیں کیں تا کہ وہ اس علاقے سے مانوس ہو جائیں۔

یا پھر ان کا سبب ان کی طبیعت کی تیزی اور کمزوری ہے نبی ﷺ نے اپنی وصیتوں کے ذریعے اس تیزی اور کمزوری کو ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ان وصیتوں کا جونسا بھی سبب ہو بہر حال یہ وصیتیں نبوت کے سینے سے صادر ہوئی ہیں ان کے اندر بہت بڑا فائدہ ہے اور یہ عبرت پکڑنے والی باتوں سے بھری ہوئیں ہیں اور مختلف توجیہات اور اوصاف کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

﴿ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ ﴾ [1]

ان وصیتوں کے اندر فتنوں کے دور میں مسلمان کا موقف بیان کیا گیا ہے اور قلتِ دنیا اور اس کی رنگینیوں سے اعراض کرنے پر ابھارا گیا ہے اور امارت کی طلب سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

اسی طرح ان میں سلف صالحین کے طریقے پر عمل کرنے کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مال خرچ کرنے پر ابھارا گیا ہے۔

پس یہ وصیتیں ایک محبوب کے لیے ایک حبیب اور ایک دوست سے دوسرے دوست

[1] ٢٤/ النور:٣٥۔

کے لیے اور ایک استاد سے اپنے شاگرد کے لیے صادر ہوئی ہیں تا کہ وہ نجات پا سکے۔

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے ان وصیتوں کو یاد کر کے ان کو اپنا نصب العین بنایا اور ان کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے اور کسی چیز میں کمی نہیں کی ہے۔

ان وصیتوں سے ان کے حرکت وسکون، کلام وسکوت، آنا جانا اور اختلاط واعتدال قائم تھا اور یہی وصیتیں دوسرے ممالک کی طرف سفر کرنے کے دوران ان کا ایک محبت کرنے والا ساتھی تھیں اور یہی وصیتیں ان کے آخرت کے سفر میں معلم ومرشد تھیں جہاں ان کی وجہ سے نعمتیں اور ابدی سعادت حاصل ہوتی ہے۔

مُحيّي على جنات عدنٍ فإنها　　منازلك الأولى وفيها المخَيَّم

ولكننا سبي العدوِّ فهل ترى　　نعود إلى أوطاننا ونسلِّم

وأيُّ اغترابٍ فوق غربتنا التى　　لها أضحت الأعداء فينا تحكَّم

عدن کے باغات کی طرف آؤ وہ تیری پہلی منزل ہے اور اس میں خیمے لگائے گئے ہیں لیکن ہم دشمن کے قیدی ہیں کیا تو خیال کرتا ہے کہ ہم اپنے وطن لوٹ کر سلام کہہ سکیں گے۔

ہماری جلاوطنی سے بڑھ کر کسی کی جلاوطنی ہو سکتی ہے جن کے قاضی ان کے دشمن ہیں۔

خالد ابو صالح

الریاض سعودی عرب

حصہ اول



# ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو وصیتیں

## 01 زہد

(( يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي أُحُدًا ذَهَبًا تُمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلَّا دِينَارًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِاللّٰهِ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا يَا أَبَا ذَرٍّ! الْأَكْثَرُونَ هُمُ الْأَقَلُّونَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) [1]

وَفِي لَفْظٍ:

((يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا أُحِبُّ أَنَّ لِي مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا أُنْفِقُهُ كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيرَ)) [2]

"اے ابوذر! اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہوتو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر تیسری رات گزرے اور اس سونے سے میرے پاس ایک بھی دینار ہو مگر ایک دینار جس کو میں قرض ادا کرنے کے لیے ذخیرہ کرلوں مگر میں اس سونے کو اللہ کے بندوں میں اس اس طرح خرچ کردوں گا۔ اے ابوذرؓ! زیادہ مال والے لوگ نیکیوں میں بہت پیچھے ہوتے ہیں مگر وہ شخص کہ جس نے اس اس طرح خرچ کیا۔"

(ایک روایت میں ہے) "اے ابوذرؓ! میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرے لیے احد پہاڑ جتنا سونا ہو۔ مگر میں اس کو خرچ کردوں مگر تین دینار۔"

### فوائد:

① حدیث میں نیکی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور یہ خرچ کرنا مال کے جمع کرنے سے بہتر ہے کیونکہ مال کا جمع کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن مال کو جمع کرنے والے سے کل قیامت کے دن اس کے متعلق سوال ہوگا۔ اور محاسبہ کے اندر بہت بڑا خطرہ ہے اور مال کا جمع نہ کرنا سلامتی کا سبب ہے اور مال کے حصول اور اس کو نیکی کے کاموں میں خرچ

[1] البخاری، الرقاق، باب المکثرون هم المقِلون (٦٤٤٤) والفتح الباری (١١/ ٢٦٨) ومسلم، الزکاۃ، باب تغلیظ عقوبة من لا یؤدی الزکاۃ (٣٢)۔

[2] البخاری، الزکاۃ، باب ما أُدی زکاته فلیس بکنز (١٤٠٨) والفتح (٣/ ٣١٩)۔

کرنے کے متعلق جو ترغیب ہے یہ اس شخص کے حق میں ہے جو اس کو حلال ذرائع سے جمع کرتا ہے اور اس طرح محاسبہ کے خطرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ پس جب وہ اس کو خرچ کرتا ہے تو اس کو اس متعدی فائدے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ [1]

② اس حدیث سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مال کی مطلق ذخیرہ اندوزی کی حرمت پر دلیل پکڑی ہے اور ان کے نزدیک ضرورت سے زائد مال کنز ہے اگرچہ اس کی زکاۃ ادا کی جائے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جمہور کا مسلک صحیح ہے کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکاۃ ادا نہ کی جائے لیکن جب اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو یہ کنز نہیں ہے چاہے مال تھوڑا ہو یا زیادہ۔'' [2]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' نبی ﷺ کے قول سے وجوب نہیں نکلتا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''میں پسند نہیں کرتا کہ مجھ پر تیسری رات گزرے اور اس میں سے میرے پاس کچھ بھی ہو۔'' تو یہ استحباب پر دلالت کرتا ہے نہ کہ وجوب پر اور اسی طرح آپ ﷺ کا قول ((المکثرون هم المقلون)) اس بات پر دلیل ہے کہ جس کا مال زیادہ ہے اور وہ اس میں سے خرچ نہیں کرتا۔ اس کی نیکیاں قیامت کے دن کم ہوں گی لیکن اس سے یہ بات نہیں نکلتی کہ جس شخص کی نیکیاں کم ہیں اور وہ کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب نہیں اور فرائض میں سے کسی فریضہ کا تارک نہیں کہ وہ اہل نار میں سے ہے۔'' [3]

③ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے زین بن منیر کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث سے حالت صحت میں تمام مال کو نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کا جواز ثابت ہوتا ہے جب تک وہ کسی وارث کو محروم کرنے کا سبب نہیں بنتا اور اسی طرح کے کسی دوسرے کام کا جس کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ہے۔ [4]

---

[1] فتح الباری، (٣/ ٣٠٢٥)۔ [2] شرح مسلم للنووی (٧/ ٧٧)۔

[3] منهاج السنة، (٦/ ٢٤٧)۔ [4] فتح الباری، (٣/ ٣٢٥)۔

## 02 غنا اور فقر

((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَتَرَى أَنَّ كَثْرَةَ الْمَالِ هُوَ الْغِنَى؟ إِنَّمَا الْغِنَى غِنَى الْقَلْبِ، وَالْفَقْرُ فَقْرُ الْقَلْبِ، مَنْ كَانَ الْغِنِيُّ فِي قَلْبِهِ فَلَا يَضُرُّهُ مَا لَقِيَ مِنَ الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا يَضُرُّ نَفْسَهُ شُحُّهَا)) [1] هَذَا لَفْظُ النَّسَائِيِّ وَ فِي لَفْظِ ابْنِ حِبَّانَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَتَرَى كَثْرَةَ الْمَالِ هُوَ الْغِنَى؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: فَتَرَى قِلَّةَ الْمَالِ هُوَ الْفَقْرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! قَالَ: إِنَّمَا الْغِنَى غِنَى الْقَلْبِ وَالْفَقْرُ فَقْرُ الْقَلْبِ. قَالَ أَبُوذَرٍّ: ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: هَلْ تَعْرِفُ فُلَانًا؟ قُلْتُ: نَعَمْ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَكَيْفَ تَرَاهُ أَوْ تُرَاهُ؟ قُلْتُ: إِذَا سَأَلَ أُعْطِيَ، وَإِذَا حَضَرَ أُدْخِلَ ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ فَقَالَ: هَلْ تَعْرِفُ فُلَانًا؟ قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ مَا أَعْرِفُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَمَا زَالَ يُحَلِّيهِ وَيَنْعَتُهُ حَتّٰى عَرَفْتُهُ فَقُلْتُ: قَدْعَرَفْتُهُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: فَكَيْفَ تَرَاهُ أَوْ تُرَاهُ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِسْكِينٌ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ، فَقَالَ: هُوَ خَيْرٌ مِنْ طِلَاعِ الْأَرْضِ مِنَ الْآخَرِ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا يُعْطَى مِنْ بَعْضِ مَا يُعْطَى الْآخَرُ؟ فَقَالَ: إِذَا أُعْطِيَ خَيْرًا فَهُوَ أَهْلُهُ. وَإِنْ صُرِفَ عَنْهُ فَقَدْ أُعْطِيَ حَسَنَةً))

''اے ابوذرؓ! کیا تو مال کی کثرت کو غنا خیال کرتا ہے؟ غنا تو دل کا غنا ہے اور فقیری دل کی فقیری ہے جو شخص دل کا غنی ہوتا ہے اس کو دنیا کے مصائب کوئی ضرر نہیں پہنچاتے اور جو شخص دل کا فقیر ہوتا ہے دنیا کے مال کی کثرت اس کو غنی نہیں کر سکتی اور اس کے نفس کو اس کی بخیلی نقصان پہنچاتی ہے۔'' یہ نسائی کے الفاظ ہیں۔ ابن حبان کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: ''اے ابوذرؓ! کیا تو مال کی

---

[1] النسائى فى السنن الكبرى كما فى تحفة الأشراف (٩/ ١٥٧) وصححه الألبانى كما فى صحيح الجامع (٧٨١٦) ابن حبان الرقاق (٦٨٥)

کثرت کو غنا خیال کرتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مال کی قِلّت کو فقیری خیال کرتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں یارسول اللہ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: غنا تو دل کا غنا ہوتا ہے اور فقیری دل کی فقیری کا ہونا ہے۔ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے قریش کے ایک آدمی کے متعلق سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو فلاں شخص کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کو کیسا دیکھتا ہے یا کیسا خیال کرتا ہے؟ میں نے کہا جب وہ کسی سے سوال کرتا ہے تو اس کو مطلوبہ چیز دے دی جاتی ہے اور اگر وہ کسی مجلس میں حاضر ہوتا ہے تو اسے مجلس میں شامل کیا جاتا ہے (اس کی بات سنی جاتی ہے) پھر آپ نے مجھ سے اہل صفہ میں سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا اور فرمایا: کیا تو فلاں شخص کو جانتا ہے؟ میں نے کہا، نہیں اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں اس کو نہیں پہچانتا۔ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میرے لیے اس کا حلیہ اور صفات بیان کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو پہچان لیا۔ میں نے کہا کہ میں نے اس کو پہچان لیا ہے اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کو کیسا دیکھتا ہے یا کیسا خیال کرتا ہے۔ میں نے کہا اہل صفہ میں سے ایک مسکین آدمی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پہلے کی نسبت اتنا بہتر ہے جتنی چیز سے زمین بھر جاتی ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس کو وہ چیزیں نہیں دی جاتی جو دوسرے کو دی جاتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس کو کوئی بھلائی عطا کی جاتی ہے تو یہ اس کا اہل ہے اور اگر اس سے وہ چیز پھیر لی جاتی ہے تو یہ نیکی دیا جاتا ہے۔"

**فوائد:**

① اہل صفہ مہاجرین میں سے فقیر لوگ تھے جن کا کوئی گھر نہیں تھا مسجد نبوی میں ان کے لیے ایک سائبان تیار کیا گیا تھا جس میں ان لوگوں نے رہائش رکھی ہوئی تھی۔ [1]

---

[1] النهاية، (٣/ ٣٧)۔

② یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ مال و دولت کا ہونا یا نہ ہونا حقیقی غنا یا حقیقی فقر نہیں ہے جیسا کہ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، إِنَّمَا الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)) [1]

''کہ دنیا کے مال و متاع کی کثرت سے غنا حاصل نہیں ہوتا غنا تو نفس کا غنا ہے۔''

③ ''اَلْعَرَض'' دنیا کے سامان میں سے ہر فائدہ مند چیز کو عرض کہتے ہیں اور اسلام میں یہ غنا اور سعادت کے لیے پیمانہ نہیں ہے۔ غنا کی حقیقت نفس کے غنا میں پنہاں ہے اور غنی وہ شخص ہے جو جتنا مال دیا جائے اسی پر راضی ہو جائے اور اس پر قناعت کرے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نفس کا غنا دل کے غنا سے حاصل ہوتا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ وہ تمام امور میں اپنے رب کی طرف فقیر ہو کیونکہ وہی عطا کرنے والا اور روکنے والا ہے اور اس کے فیصلوں پر راضی ہو جائے اور اس کی نعمتوں پر شکر کرے اور مصائب کو دور کرنے کے لیے اللہ کی طرف رجوع کرے۔ پس جب اس کا دل رب کی طرف فقیر ہو جائے گا تو وہ اللہ کے علاوہ تمام لوگوں سے غنی ہو جائے گا۔'' [2]

پس غنی وہ شخص ہے کہ جس کا دل اللہ عز وجل کی محبت، اس کی خشیت، اس کے دین اور اولیا کی محبت سے بھرا ہوا ہو اگر چہ وہ بوسیدہ لباس والا، بد شکل، پراگندہ بالوں والا، گرد آلود اور ایسا شخص ہو جس کا معاشرے میں کوئی مقام نہ ہو اور فقیر وہ شخص ہے جس کا دل مہلک خواہشات میں سے ردی چیزوں اور ہلاکت خیز شبہات اور ذکر اور اطاعت سے غافل اور اللہ کے دین، شریعت اور اولیا سے بغض کے ساتھ بھرا ہوا ہے اگر چہ وہ اچھی حالت، خوبصورت اور حسب و نسب والا ہو۔

پس پہلا شخص غنی ہے اگر چہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں اور وہ ایک دن کی خوراک کا بھی مالک نہیں اور دوسرا فقیر ہے اگر چہ وہ خزانوں اور سونے اور چاندی کے ڈھیروں کا مالک ہو

[1] البخاري، الرقاق، باب الغنى غِنَى النفس (٦٤٤٦) ومسلم، الزكاة، (١٠٥١)۔

[2] فتح الباري، (١١/ ٢٧٧)۔

کیونکہ پہلا قیامت کے دن نجات پا کر جنّات اور نہروں میں داخل ہو جائے گا اور دوسرا ہلاک ہونے والا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، ہم اللہ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

## 03 پڑوسیوں کا خیال رکھنا

((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا وَتَعَاهَدْ جِيرَانَكَ)) [1]

"اے ابوذرؓ! جب تو شوربا پکائے تو اس کا پانی زیادہ کر دیا کر اور پڑوسیوں کا خیال رکھا کر۔"

**فوائد:**

① اس وصیت میں نبی کریم ﷺ نے پڑوسی کے حالات معلوم کرنے اور ان کی عزت کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ اس سے ان کے نفسوں میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائے گی اور اس سے مسلمانوں کے درمیان محبت اور الفت پھیلتی ہے اور امت مسلمہ کی وحدت اور سیادت پیدا ہوتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)) [2]

"جبریل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے۔"

یعنی جہاں دوسرے اقارب کو وراثت سے حصہ ملتا ہے وہاں اس کو بھی وراثت سے حصہ ملتا۔ [3]

② حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جار کا لفظ مسلم و کافر، عابد و فاسق، دوست و دشمن غیر علاقے والے اور اپنے علاقے والے، قریبی اور بیگانے، قریبی گھر والے اور جس کا گھر دور ہو سب کو شامل ہے لیکن ان کے مراتب مختلف ہیں بعض بعض کی نسبت بلند مرتبے

[1] مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان اليه (١٤٢)۔

[2] البخاری، الادب، باب الوصية بالجار (٦٠١٤ـ ٦٠١٥) ومسلم، البر والصلة، (١٤٠، ١٤١) من حديث عائشة وابن عمر رضي الله عنهم۔ [3] فتح الباری، (١٠/٤٥٦)۔

والے ہوتے ہیں۔'' [1]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی جمرہ کا قول نقل کیا ہے:

''پڑوسی کی حفاظت ایمان کے کمال میں سے ہے اور جاہلیت کے اندر بھی لوگ اس پر محافظت کرتے تھے اور طاقت کے مطابق مختلف قسم کے احسان کر کے اس وصیت پر عمل ہو سکتا ہے جیسے تحفہ دینا، سلام کرنا، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا، اس کے حالات دریافت کرنا اور جس چیز کا وہ محتاج ہے اس میں اس کی معاونت کرنا اور مختلف قسم کی حسی اور مصنوعی تکلیفوں کے اسباب کو روکنا۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کو ایمان سے خارج کیا ہے جس کا پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں رہتا۔ جس طرح بعد میں آنے والی حدیث میں ہے۔ [2] اور ایمان کی نفی کرنا مبالغہ ہے جو پڑوسی کو تکلیف دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے پڑوسی کے اچھے اور برے ہونے کے ساتھ احسان کے طریقے مختلف ہو جاتے ہیں وہ افعال جو ہر قسم کے پڑوسی کے ساتھ کرنے چاہئیں اس کے لیے بھلائی کا ارادہ رکھنا، اچھی چیز کی نصیحت کرنا، ہدایت کی دعا کرنا۔ اس کو تکلیف نہ دینا مگر ان مواقع پر جہاں قول اور فعل سے تکلیف دینا فرض ہو۔

صالح پڑوسی کے ساتھ ان چیزوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر برتاؤ کرنا چاہیے۔ غیر صالح کے ساتھ خاص افعال امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مراتب کا خیال رکھتے ہوئے اسے برائی سے اچھے طریقے سے روکنا، کافر کو اسلام قبول کرنے کی نصیحت کرے۔ نرمی کے ساتھ اسلام کی خوبیاں بیان کرے اور اس کی ترغیب دلائے، فاسق کو نرمی کے ساتھ سمجھائے اور اس کی برائیاں دوسروں پر ظاہر نہ کرے اور نرمی کے ساتھ اس کو برائی سے روکے، اور اگر نصیحت فائدہ نہ دے تو اس کو بتا کر بطور تادیب اس سے معاملات ترک کر دے۔ [3]

**فوائد:**

① ایک روایت میں ہے کہ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے وصیت فرمائی:

((إِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَأَكْثِرْ مَاءَ هَا ثُمَّ انْظُرْ أَهْلَ بَيْتٍ مِنْ جِيرَانِكَ

[1] فتح الباری، (۱۰/ ۴۵۶)۔ [2] البخاری، الادب، (۶۰۱۶)۔

[3] فتح الباری، (۱۰/ ۴۵۶)۔

فَأَصِبْهُمْ مِنْهَا بِمَعْرُوفٍ)) [1]

"جب تم شوربا والی چیز پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کرو، پھر اپنے پڑوسیوں میں سے کوئی گھر دیکھ کر بطریق احسن کچھ حصہ انہیں بھی دے دیا کرو۔"

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)) [2]

"جس شخص کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہو وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جس شخص کا اللہ اور روز قیامت پر ایمان ہو وہ اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرے اور جس شخص کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہو وہ اچھی بات کہے وگرنہ خاموش رہے۔"

③ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ)) [3]

"مومن وہ نہیں ہوتا جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔"

④ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ أَنْ تُهْدِيَ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.)) [4]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی ہمسائی اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کو حقیر نہ جانے خواہ وہ بکری کی کھری کیوں نہ ہو۔"

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْحَافِظِيْنَ لِحُقُوْقِ جِيْرَانِنَا وَأَلِّفْ عَلَى الْحَقِّ بَيْنَ قُلُوْبِنَا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ! آمِيْنَ.

---

[1] مسلم، البر والصلة، باب الوصية بالجار والإحسان اليه (٢٦٢٥)۔

[2] البخاری، الأدب، باب من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يؤذ جاره (٦٠١٨)۔

[3] البیهقی فی شعب الایمان وحسنه الالبانی فی حاشیة المشكوة (٤٩٩١)۔

[4] البخاری، الهبة وفضلها والتعريض عليها، (٢٥٦٦) ومسلم (١٠٣٠) ترمذی (٢١٣٠) واحمد (٨٠٧٢) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ۔

## 04 ایامِ بیض کے روزے

((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِذَا صُمْتَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشَرَةَ وَأَرْبَعَ عَشَرَةَ وَخَمْسَ عَشَرَةَ)). [1]

''اے ابوذر! جب تو مہینے میں تین روزے رکھے تو تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھو۔''

**فوائد:**

① نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر کو جن دنوں کا روزہ رکھنے کی وصیت کی ہے ان کو ایام بیض کیا جاتا ہے اور ان کو ایام بیض اس لیے کہتے ہیں کہ ان دنوں کی راتیں چاند کے چمکنے کی وجہ سے روشن ہوتی ہیں اور مہینے میں ان دنوں سے زیادہ کوئی دن روشن نہیں ہوتا کیونکہ ان کا دن بھی روشن ہوتا ہے اور رات بھی روشن ہوتی ہے۔ [2]

② ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ)) [3]

''کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مہینے کے تین روشن دنوں کا روزہ رکھا کرتے تھے۔''

ابوداود اور نسائی نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے واسطے سے روایت کیا ہے:

((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى)) [4]

---

[1] الترمذی، الصوم، باب ماجاء فی صوم ثلاثة من كل شهر (٧٦١) فقال: حدیث حسن والنسائی (٤/ ٣٢٣) (٢٤٢٤) وابن خزيمة (٣/ ٣٠٢) (٢١٢٨) واحمد (٥/ ١٦٢) وصححه الالبانی كما فی الإرواء الغليل (٩٤٧)۔ [2] فتح الباری، (٤/ ٢٦٦)۔

[3] النسائی، الصيام، باب صوم النبی بأبي وأمی (٢٣٦٨) (٤/ ٢٠٤) وابو داود (٢/ ٣٢٨) (٣٤٥٠) والترمذی (٣/ ١١٨) (٧٤٢) وقال: حسن غريب وصححه الالبانی كما فی صحيح الجامع (٤٩٧٢)۔

[4] ابو داود، الصيام، باب من قال: الاثنين والخميس (٢٤٥١) والنسائی، الصيام، باب صوم النبی بأبي هو وأمی وذكر اختلاف الناقلين لخبر فی ذلك۔

''نبی کریم ﷺ ہر ماہ سے سوموار، جمعرات اور اگلے جمعہ سے سوموار تین دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ان حدیثوں کے درمیان مسلم کی ایک روایت کے ذریعے تطبیق دی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَا يُبَالِيْ مِنْ أَيِّ الشَّهْرِ صَامَ)) [1]

''رسول اللہ ﷺ ہر ماہ سے تین دن کا روزہ رکھتے تھے اور دنوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔''

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے جونسا فعل دیکھا ہے اس کو ذکر کر دیا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمام صورتیں اور اس کے علاوہ اور روزے بھی دیکھے تھے اس لیے انہوں نے مطلق بیان کر دیا ہے۔ [2]

③ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''زیادہ ظاہر بات یہ ہے کہ جن دنوں کے روزے کا آپ ﷺ نے حکم دیا اور اس پر ابھارا ہے اور وصیت کی ہے یہ دوسرے دنوں کے روزوں سے افضل ہیں لیکن نبی ﷺ مشغولیت کی وجہ سے ان دنوں کا لحاظ نہیں رکھ سکے یا پھر آپ ﷺ بیان جواز کے لیے دوسرے دنوں کا روزہ رکھتے تھے اور دونوں صورتوں میں آپ ﷺ کے لیے روزہ افضل تھا۔ ایام بیض کے روزوں کو فضیلت حاصل ہے کیونکہ یہ مہینے کے درمیان میں ہوتے ہیں اور کسی چیز کا درمیان بہتر ہوتا ہے اور سورج گرہن اور چاند گرہن بھی غالباً انہیں دنوں میں ہوتا ہے اور جب سورج یا چاند گرہن لگے تو زیادہ عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔'' [3]

④ یہ بھی ممکن ہے کہ نبی ﷺ جو تین دن کے روزے رکھتے تھے وہ ایام بیض کے علاوہ تین دن ہوں۔

---

[1] مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر (١١٦٠)۔

[2] فتح الباری، (٤/ ٢٦٧)۔ [3] فتح الباری، (٤/ ٢٧٦)۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بہت سے علما کے کلام میں ہے کہ ایام بیض کے روزوں کا استحباب ہر ماہ سے تین دن کے روزوں کے استحباب کے علاوہ اور ہے۔'' ❶

⑤ ان روزوں سے ذوالحجہ کا مہینہ مستثنیٰ ہے کیونکہ ذوالحجہ کی تیرہ (۱۳) تاریخ کا روزہ رکھنا حرام ہے۔ ❷ کیونکہ یہ ایام تشریق میں سے ہیں اور ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ ❸

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے حج تمتع کرنے والے کے لیے ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی رخصت دی ہے جب اس کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو اور وہ پہلے دس دنوں میں روزے مکمل نہ کر سکے۔ یہی مسلک امام مالک، شافعی اور احمد و اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔'' واللہ اعلم۔

⑥ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ((صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ وَأَيَّامُ الْبِيْضِ صَبِيْحَةُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ)) ❹

''ہر ماہ تین روزے رکھنا گویا ساری عمر روزے رکھنا ہے اور ایام بیض سے مراد ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ ہے۔''

## (05) جنت کا خزانہ

((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) ❺

---

❶ فتح الباری، (٤/ ٢٦٧)۔ ❷ دليل الفالحين، (٤/ ٦٦)۔

❸ مسلم، الصيام، باب تحريم صوم أيام التشريق (٢/ ٨٠٠)(٦٦٧٧) والترمذى (٧٧٣) (٣/ ١٤٣)۔ ❹ النسائى، الصيام، باب كيف يصوم ثلاثة ايام من كل شهر (٢٤٢٢)۔

❺ احمد فى المسند (٥/ ١٤٥، ١٥٠، ١٥٦، ١٥٧، ١٥٩) وابن ماجه، الادب، باب ماجاء فى لا حول ولا قوة الا بالله (٣٨٢٥) (٢/ ١٢٥٦) وابن حبان (٨٢٠) والحديث صححه البوصيرى فى الزوائد انظر مصباح الزجاجة (٣/ ١٩٧)۔

''اے ابوذرؓ! کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتلاؤں؟
وہ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ'' ہے (نہ گناہ سے بچنے کی کوئی قوت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی طاقت ہے مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ)

**فوائد:**

① ''جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ'' سے مراد کہ ''لا حول ولا قوة'' جنت کے ذخائر میں سے ہے یا پھر یہ جنت کی نفیس چیزوں کے حصول کا سبب ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس کلمہ کے کہنے سے بہترین ثواب حاصل ہوتا ہے جو قائل کے لیے جنت میں ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔'' [1]

② ''لاحول ولا قوة'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بچانے کے بغیر بندہ اللہ کی نافرمانی سے نہیں پھر سکتا اور اسی طرح اللہ کی توفیق کے بغیر اطاعت کے کام نہیں کر سکتا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آدمی کوئی حیلہ نہیں کر سکتا اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے لیے اللہ کی عصمت کے بغیر۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ تابعداری اور اپنے معاملات اللہ کے سپرد کرنے کا کلمہ ہے کہ آدمی اپنے معاملات میں سے کسی چیز کا مالک نہیں ہے اور وہ برائی کو وضع کرنے کے لیے کوئی حیلہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ فائدہ حاصل کرنے کی قوت رکھتا ہے اللہ کے ارادے کے بغیر۔'' [2]

③ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

((كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ. قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا تَفْسِيرُهَا؟ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: لَا حَوْلَ عَنْ مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِلَّا بِعِصْمَةِ اللَّهِ وَلَا قُوَّةَ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ إِلَّا بِعَوْنِ اللَّهِ هَكَذَا أَخْبَرَنِي بِهِ جِبْرِيلُ)) [3]

---

[1] فتح الباری، (۱۱/ ۵۰۹)۔ [2] ایضًا۔

[3] ابو یعلی کما فی المطالب العالیة (۳/ ۲۶۲) وضعف البوصیری اسنادہ۔ وذکرہ الھیثمی فی المجمع (۱۰/ ۱۰۲) وقال رواہ البزار باسنادین احدھما منقطع وفیه عبداللہ بن خراش والغالب علیه الضعف والآخر متصل حسن۔

''میں نے ایک دن رسول اکرم ﷺ کے پاس ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' پڑھا تو آپ ﷺ فرمانے لگے! کیا تجھے معلوم ہے کہ اس کلمے کا مطلب کیا ہے تو میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ اللہ کی معصیت سے نہیں پھر سکتا مگر اللہ کے بچانے کے ساتھ اور اللہ کی مدد کے بغیر اس کی اطاعت ممکن نہیں بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تفسیر مجھے جبریل علیہ السلام نے بتلائی ہے۔''

④ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) [1]

''اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتاؤں؟ وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔''

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْنَا كَيْفَ نَذْكُرُكَ وَاَذِقْنَا حَلَاوَةَ مَنَاجَاتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَى قُلُوْبِنَا السَّكِيْنَةَ وَالطَّمَاْنِيْنَةَ حَتّٰى لَا نَخْشَى اَحَدًا سِوَاكَ آمِيْن

## 06 گناہوں کی بخشش کیسے؟

((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُوْلُهُنَّ، تَلْحَقُ مَنْ سَبَقَكَ، وَلَا يُدْرِكُكَ إِلَّا مَنْ أَخَذَ بِعَمَلِكَ؟ تُكَبِّرُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتَحْمِدُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَتَخْتِمُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. مَنْ قَالَ ذَلِكَ غُفِرَتْ ذُنُوْبُهُ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) [2]

''اے ابوذرؓ! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں، اگر تو ان کو پڑھے گا تو توان

[1] مسلم، الدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذکر (٤٥) والبخاری (٦٣٨٤)۔

[2] ابو داود، الصلاۃ، باب التسبیح بالحصی (١٥٠٤) وصححہ الالبانی کما فی صحیح الجامع (٧٨٢١)۔

لوگوں کے ساتھ مل جائے گا جو نیکیوں میں تجھ سے آگے بڑھ گئے ہیں اور تجھ سے بعد والے لوگوں میں سے وہی تیرے ساتھ مل سکے گا جو ان کلمات کو ادا کرے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں ہر نماز کے بعد تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر، (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ اور (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور ایک مرتبہ ''لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير'' پڑھے۔ جو شخص یہ کلمات ادا کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں۔''

**فوائد:**

① اس حدیث میں نماز کے بعد تکبیر، تسبیح اور تہلیل کہنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث کا تقاضا ہے کہ یہ ذکر نماز سے فراغت پانے کے بعد کرنا چاہیے اور اگر نماز کے بعد تھوڑی بہت دیر ہو جائے جیسے کہ آیۃ الکرسی وغیرہ پڑھنا تو کوئی حرج نہیں لیکن دیر اتنی زیادہ نہ ہو کہ یہ سمجھا جائے کہ وہ بھول گیا یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہو گیا۔'' [1]

② حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ کلمات فرض اور نفل دونوں قسم کی نماز کے بعد پڑھے جائیں تو پڑھنے والے کو فضیلت حاصل ہو گی لیکن اکثر علمائے کرام نے اس حدیث کو فرض نماز پر محمول کیا ہے کیونکہ مسلم میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ [2] کی حدیث میں فرض نماز کی قید موجود ہے اس لیے اکثر علما نے مطلق کو مقید پر محمول کیا ہے۔ [3]

③ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ بعض اوقات آدمی ایک آسان کام کرنے سے بہت سخت کام کی فضیلت پا لیتا ہے اور اس حدیث میں اس بات کی دلیل بھی ہے کہ عمل قاصر بعض اوقات عمل متعدی کے برابر ہوتا ہے اس شخص کے خلاف جو یہ کہتا ہے کہ عمل متعدی مطلقاً افضل ہے۔ [4]

---

[1] فتح الباري، (۲/ ۳۸۲)۔ [2] مسلم، المساجد، باب استحباب الذكر بعد الصلاة، (۱۳٤۹)۔ [3] فتح الباري، (۲/ ۳۸۲) وانظر دليل الفالحين ( ٤ / ۲۲۳)۔

[4] فتح الباري، (۲/ ۳۸٦)۔

④ امام البرماوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ان اذکار کی تخصیص کی حکمت یہ ہے کہ تسبیح سے اللہ تعالیٰ کو نقائص سے پاک کرنا ہے اور تحمید سے اس کے کمالات کا اثبات ہوتا ہے اور تکبیر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کی ذات کی حقیقت وہم کے ادراک اور فہم کے احاطہ سے بالاتر ہے۔“ [1]

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حَقِيْقَةَ ذِكْرِكَ وَأَلْهِمْنَا التَّسْبِيْحَ كَمَا أَلْهَمْتَنَا النَّفْسَ. آمِيْنَ!

⑤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَبَّحَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَاللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ ثُمَّ قَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، غُفِرَتْ لَهُ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)) [2]

”جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس مرتبہ، اللہ اکبر، یہ سب ننانوے ہوئے۔ سو مرتبہ پورا کرنے کے لیے یہ کلمات پڑھے:”لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“ تو یہ اذکار کرنے والے کے گناہ اگر سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

## 07 نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا

((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ أُمَرَاءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلَاةَ فَصَلِّ الصَّلَاةَ

---

[1] دلیل الفالحین، (٤/ ٢٢٢)۔

[2] مسلم، المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ (٥٩٤) وابو داود (٧٤١) وابن خزیمہ (٧٤١) وابن حبان (٢٠٠٨) وابو عوانۃ (٢/ ٢٤٦) وابن ابی شیبۃ (١٠/ ٢٣٢)۔

لِوَقْتِهَا، فَإِنْ صُلِّيَتْ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً ! وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلَاتَكَ)) [1]

''اے ابوذر! میرے بعد عنقریب ایسے امرا آئیں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے۔ پس تو اس وقت نماز کو اس کے وقت میں ادا کر، پس اگر وہ نماز وقت کے اندر اندر ادا کر لی جائے تو دوسری نماز تیرے لیے نفلی ہو گی وگرنہ تو نے اپنی نماز محفوظ کر لی۔''

**فوائد:**

① اس حدیث میں نماز کو اول وقت میں ادا کرنے کی ترغیب ہے۔ [2]

② اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب امام نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرے تو مقتدی کے لیے اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اکیلے نماز کو اس کے وقت پر ادا کرے اور اس کے بعد امام کے ساتھ بھی نماز پڑھ لے اس طرح وہ اول وقت اور جماعت دونوں کا ثواب حاصل کر لے گا۔ [3]

③ اگر مقتدی صرف ایک نماز پڑھنے جائے اور امام بہت زیادہ تاخیر نہ کرے تو پسندیدہ بات یہ ہے کہ وہ امام کا انتظار کرے۔ [4]

④ اس حدیث میں مسلمانوں کو اُمرا کی موافقت پر ابھارا گیا ہے جب تک ان کی موافقت معصیت نہ ہو تا کہ مسلمانوں کا اتحاد قائم رہے اور فتنہ واقع نہ ہو۔ اسی وجہ سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک اور روایت میں فرمایا ہے:

((إِنَّ خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ)). [5]

''میرے خلیل نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں سنو اور اطاعت کروں

---

[1] مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها (١٤٥٦)۔

[2] مسلم بشرح النووی، (٥/ ١٤٨)۔ [3] مسلم، بشرح النووی، (٥/ ١٤٧)۔

[4] مسلم بشرح النووی، (٥/ ١٤٧۔١٤٨)۔

[5] مسلم، المساجد، باب كراهة تأخير الصلاة عن وقتها المختار، (١٤٦٧)۔

اگرچہ امیر غلام اور عیب دار ہو۔"

⑤ یہ حدیث اس مسئلہ میں صریح ہے کہ اگر مقتدی دو نمازیں پڑھتا ہے تو پہلی فرض ہوگی اور دوسری نماز نفلی ہوگی اور اس کی تصریح ایک دوسری حدیث میں بھی آئی ہے۔ [1]

⑥ اس حدیث میں آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے کیونکہ آپ مستقبل کے متعلق خبر دے رہے ہیں اور نماز میں تاخیر بنو امیہ کے دور میں واقع ہوئی۔ [2]

⑦ اگر کوئی گھر میں نماز پڑھ کر آیا ہے تو مسجد میں جماعت سے پڑھ لے تو اس کی پہلی نماز فرضی اور دوسری نفلی ہوگی جیسا کہ نبی ﷺ نے ان دو آدمیوں سے ارشاد فرمایا جو کہ گھر میں نماز پڑھ کر آئے تھے:

((إِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ أَدْرَكْتُمَا الْإِمَامَ وَلَمْ يُصَلِّ فَصَلِّيَا مَعَهُ فَإِنَّهَا لَكُمْ نَافِلَةٌ)) [3]

"اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ چکے ہو پھر تم امام کو ملے ہو اور امام نے ابھی نماز نہ پڑھائی ہو تو اس کے ساتھ تم نماز پڑھ لو یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔"

⑧ نفلی نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض ہو جاتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(( إِنَّ مُعَاذًا كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عِشَاءَ الْآخِرَةِ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى قَوْمِهِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ )) [4]

"بلا شبہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھتے تھے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹتے تو انہیں یہی نماز پڑھاتے تھے۔"

---

[1] مسلم بشرح النووی، (۵/ ۱٤۸)۔ [2] مسلم بشرح النووی (۵/ ۱٤۸)۔

[3] ترمذی، الصلاۃ، باب ماجاء فی الرجل یصلی وحدہ ثم یدرك الجماعة (۲۱۹) وصحیح ابی داود للالبانی (۵۳۸) وابو داود (۵۷۵) والحاکم (۱/ ۲٤٤) وابن خزیمة (۱٦۳۸)۔ [4] البخاری، الأذان، باب اذا طول الإمام وکان للرجل حاجة فخرج فصلی (۷۰۰) مسلم (٤٦۵) وابو داود (۷۹۰)۔

## 08 خادموں اور غلاموں سے نرمی کرنا

((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ سَبَّ الرِّجَالَ سَبُّوا أَبَاهُ وَأُمَّهُ! فَأَجَابَهُ النَّبِيُّ ﷺ: يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ، هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ، فَأَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ وَأَلْبِسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ، وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)) [1]

''اے ابوذرّ! تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کے آثار موجود ہیں۔ ابوذرّ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! وہ آدمی جس نے ایسے لوگوں کو گالی دی جنہوں نے اس کے ماں باپ کو گالی دی ہے تو نبی ﷺ نے جواب دیا: اے ابوذرّ! تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت کی باتیں پائی جاتیں ہیں وہ تیرے بھائی ہیں اللہ نے ان کو تمہارے ماتحت بنایا ہے پس جو تم کھاتے ہو اس سے انہیں بھی کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو اس سے انہیں بھی پہناؤ اور ان کو ایسا کام کرنے کا نہ کہو جو ان پر بھاری ہو لیکن اگر تم انہیں کسی ایسے کام کا حکم دو جو سخت مشقت طلب ہو تو پھر اس کام میں ان کی مدد کیا کرو۔''

### فوائد:

① ابوذرّ رضی اللہ عنہ کا اس وصیت کو بیان کرنے کا سبب معرور بن سوید بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ربذہ (یہ مدینہ کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ذات عرق کے قریب ہے۔ [2] مقام پر ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو ہم نے دیکھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر ایک دھاری دار چادر ہے اور آپ کے غلام پر بھی ایسی ہی ایک چادر ہے تو ہم نے کہا اے ابوذر کاش آپ ان دونوں چادروں کو جمع کر کے اپنے لیے حلہ بنالیں اور یہ عرب کے ہاں افضل بھی ہے کیونکہ یہ دو کپڑے ہیں نہ کہ ایک کپڑا۔

---

[1] البخاري، الايمان، باب المعاصي من امر الجاهلية (٣٠) ومسلم، الايمان (١٦٦١) وابو داود (٥١٥٧)۔ [2] النهاية، (٢/ ١٨٣)۔

تو ابوذر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میرے اور میرے ایک بھائی کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور اس شخص کی ماں عجمیہ تھی تو میں نے اس کو اس کی ماں کی وجہ سے عار دلائی جس کی وجہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس میری شکایت کر دی پھر جب میں نبی کریم ﷺ کو ملا تو انہوں نے مجھے نصیحت کی (یعنی یہ حدیث کہی) اس کے بعد ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی اس نصیحت کو پلے باندھ لیا اور جو خود کھاتے اسی سے اپنے خادم کو کھلاتے تھے اور جو کپڑا خود زیب تن کرتے ویسا ہی اپنے غلام کو پہناتے تھے اور اس کی طاقت سے بڑھ کر اسے کسی کام کا مکلف نہ بناتے کیونکہ وہ ان کا دینی بھائی تھا اگرچہ ان کا غلام اور خادم تھا۔

② حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ" سے مراد جاہلیت کی خصلت ہے حالانکہ ایمان کے اندر ابوذر رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند ہے اور ان کے بلند مرتبے کی وجہ سے ہی نبی ﷺ نے ان کو ان الفاظ کے ساتھ ڈانٹا ہے تاکہ وہ اس فعل کے عادی بننے سے بچ جائیں۔" [1]

نیز حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل حرمت کی معرفت سے پہلے کا ہے اور ان کے اندر جاہلیت کی یہ خصلت موجود تھی لیکن بعد میں وہ اپنے غلام کے ساتھ لباس اور دوسری چیزوں میں برابری کی بجائے غلاموں کی مدد کرنے کا تقاضا کرتے ہیں۔" [2]

③ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"حدیث کے اس ٹکڑے " مَنْ سَبَّ الرِّجَالَ سَبُّوا أَبَاهُ وَأُمَّهُ" کا مفہوم یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ اس شخص کی ماں کو گالی دینے میں اپنا عذر پیش کر رہے ہیں کہ اس نے مجھے گالی دی ہے اور جو شخص کسی کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو نبی ﷺ نے اس کا انکار کیا اور فرمایا کہ یہ جاہلیت کے اخلاق میں سے ہے۔" [3]

---

[1] فتح الباری، (۱/ ۱۰۷)۔ [2] فتح الباری، (۱/ ۱۰۸، ۱۰۹)۔

[3] مسلم بشرح النووی، (۱۱/ ۱۳۳)۔

④ اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ شرک کے علاوہ جاہلیت کے کام خواہ وہ صغائر گناہوں میں سے ہوں یا کبائر سے وہ انسان کو ایمان سے خارج نہیں کرتے۔ [1]

⑤ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عامل کو ان کی طاقت سے بڑھ کر کسی کام کا مکلّف بنانا جائز نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ اپنے خادم کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کسی فعل کا مکلّف نہیں بنا سکتا۔ لیکن اگر وہ اس کو مکلّف بنائے گا تو اس پر اس کی مدد کرنا لازمی ہوگی خواہ خود مدد کرے یا کسی سے مدد کروائے۔'' [2]

⑥ یہ کہا گیا ہے کہ جس کو ابوذرؓ نے گالی دی تھی وہ حضرت بلال مؤذنِ رسول ﷺ تھے لیکن یہ بات ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس بات کو ولید بن مسلم نے منقطع سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔'' [3]

⑦ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قِيلَ: وَهَلْ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)) [4]

''کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالی دینا ہے؟ کہا گیا: اور کیا آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ آدمی اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

---

[1] فتح الباری، (١/ ١٠٧)۔ [2] مسلم بشرح النووی، (١١/ ١٣٣)۔
[3] فتح الباری، (١/ ١٠٨)۔ [4] البخاری، الادب، باب لا یسبّ الرجل والدیه (١٠/ ٤٠٤) (٥٩٧٣) ومسلم، الایمان، باب الکبائر واکبرها (١٢٦٣)۔

⑧ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)) ❶

''مسلمان کو گالی دینا فسوق (نافرمانی) ہے اور اس سے لڑائی کرنا کفر ہے۔''

⑨ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَ فَعَلَى الْبَادِیءِ، مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ)) ❷

''دو گالی گلوچ کرنے والے جو کچھ بھی کہیں اس کا گناہ پہل کرنے والے پر ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

⑩ عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْتَبَّانِ شَيْطَانَانِ يَتَهَا تَرَانِ وَيَتَكَاذَبَانِ)) ❸

''آپس میں گالی گلوچ کرنے والے دونوں شیطان ہیں کہ ایک دوسرے کے مقابلے میں بدزبانی کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر جھوٹ باندھتے ہیں۔''

## 09 امارت طلب کرنے سے بچنا

((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا وَإِنِّي أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي، لَا تَتَأَمَّرَنَّ على اثْنَيْنِ وَلَا تُوَلِّيَنَّ مَالَ يَتِيمٍ)) ❹

وَفِي لَفْظٍ:

((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا)) ❺

''اے ابوذرؓ! میں تجھے کمزور خیال کرتا ہوں اور میں تیرے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں۔ تو ہرگز امیر نہ بننا۔ چاہے تجھے دو آدمیوں کا

---

❶ البخاري، الادب، باب ما ينهى من السباب واللعن (٦٠٤٤) ومسلم في الايمان (٦٤)۔

❷ مسلم، البر والصلة، باب النهي عن السباب (٦٥٩١) وتحفة الاشراف (١٠/ ٢٣٢)۔

❸ صحيح ابن حبان، (٥٦٩٦)۔ ❹ مسلم، الامارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة (١٨٢٦) واحمد (٥/ ١٨٠) وابن سعد في الطبقات (٤/ ٢٣١)۔

❺ مسلم، الامارة، باب كراهة الإمارة لغير ضرورة (١٨٢٥)۔

امیر بنناہو۔اور نہ ہی کبھی یتیم کے مال کا ولی بننا۔''

اور دوسری سند کے ساتھ یہ الفاظ مروی ہیں:

''اے ابو ذرؓ! بے شک تو کمزور ہے اور یہ (امارت) امانت ہے اور قیامت کے دن یہ رسوائی اور ندامت کا سبب ہے لیکن اس شخص کے لیے نہیں جس نے اس کو کما حقہ لیا اور اس پر جو حقوق عائد ہوتے تھے وہ اس نے ادا کیے ہوں۔''

**فوائد:**

① ضعیف اسے کہتے ہیں جو نہ تو ضرر رساں چیز سے بچ سکتا ہے اور نہ ہی فائدے والا کام کر سکتا ہے۔ چاہے ضعف کسی بدنی عارضے کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے۔

یہ کہا گیا ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ جسمانی طور پر کمزور تھے۔ یا پھر ان کا ضعف ان کے قبیلے کے کمزور ہونے کی وجہ سے تھا۔

بعض علمائے کرام کا خیال یہ ہے کہ اس ضعف سے مراد ان کی رائے کی کمزوری ہے اور اس کی دلیل آپ کے بعض اجتہادات کی کمزوری ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نبی ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی قوت اور شجاعت کے باوجود یہ فرمایا (مکمل حدیث) تو یہ ابو ذرؓ کی ضعف الرائے پر محمول ہے کیونکہ اگر وہ کسی یتیم کے مال کے والی بن جاتے تو سارے کا سارا مال خیر کے کاموں میں خرچ کر دیتے اور یتیم فقیر ہو جاتا۔ کیونکہ وہ نقدی کا ذخیرہ کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور اسی طرح جو شخص لوگوں پر امیر بنتا ہے تو اس کے اندر بردباری اور نرمی ہونی چاہیے لیکن ابو ذر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں تیزی تھی تو اس لیے نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ نصیحت فرمائی۔'' [1]

② شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کا ابو ذرؓ کو امارت کی طلب سے روکنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

[1] سیر اعلام النبلاء، (۲/ ۷۵)۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کے اصدق الناس ہونے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ دوسروں سے افضل بھی تھے بلکہ ابوذر رضی اللہ عنہ ایک ضعیف مؤمن تھے جس طرح صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! إِنِّي أَرَاكَ ضَعِيفًا)) اور نبی ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ)) [1]

''قوی مؤمن بہتر ہے اور ضعیف مؤمن کی نسبت اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے اور ہر ایک میں بھلائی موجود ہے۔''

اہل شوریٰ قوی مؤمن تھے اور ابوذر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے صحابہ کمزور مومنین میں سے تھے پس عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم جیسے صالح مومن، خلافت کے لائق تھے اور ابوذر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے صحابہ سے افضل تھے۔ [2]

شیخ خالد فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مراد یہ نہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ ہر پہلو سے ضعیف تھے کیونکہ وہ بہت سے امور میں قوی تھے آپ رضی اللہ عنہ شجاع، صبور، زاہد، مجاہد، صادق تھے اور دین کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اور یہ صفات قوت اور کمال پر دلالت کرتی ہیں۔ لیکن آپ کا ضعف ایسا تھا جس کی وجہ سے آپ میں بوجھ خلافت اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی۔ اسی وجہ سے آپ کو نبی کریم ﷺ نے خلافت سے دور رہنے اور سوال نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''ولایت سے اجتناب میں یہ حدیث بہت بڑی اصل ہے خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو ولایت کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہیں اور حدیث میں جو رسوائی اور ندامت کا ذکر ہے تو یہ اس شخص کے لیے ہے جو اس کا اہل نہ ہو یا وہ اہل تو تھا لیکن اس نے عدل نہ کیا ہو تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن

[1] مسلم، القدر، باب الایمان بالقدر (٢٦٦٤) وابن ماجه (١/ ٣١) (٧٩) (٢/ ١٣٩٥) (٤١٦٥)۔ [2] منهاج السنة، (٦/ ٢٧٥، ٢٧٦)۔

ذلیل ورسوا کردے گا اور وہ اپنی کمیوں پر نادم ہوگا۔‘‘

لیکن وہ شخص جو امارت کا اہل ہو اور اس میں عدل بھی کرے تو اس کے لیے بہت بڑی خصلتیں ہیں اور اس بارے میں بہت سی صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں جیسے:

((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ...... إِمَامٌ عَادِلٌ)) [1]

’’جن سات قسم کے لوگوں کو اللہ قیامت کے دن اپنا سایہ نصیب کریں گے ان میں سے ایک عادل امیر بھی ہوگا۔‘‘

اور اسی طرح ایک حدیث میں ہے:

((إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ)) [2]

’’عدل کرنے والے حکمران نور کے منبروں پر ہوں گے۔‘‘

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں اور اس بات پر مسلمانوں کا اجماع منعقد ہے۔ لیکن ان فضیلتوں کے باوجود اس میں خطرات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے اس سے ڈرایا ہے اسی طرح بعد کے علما نے بھی اس سے ڈرایا ہے اور سلف صالحین میں سے بہت سے لوگ اس سے دور رہے ہیں اور دور رہنے کی وجہ سے ان کو جو تکلیفات دی گئی ان پر انہوں نے صبر کیا ہے۔ [3]

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [4]

’’اور تم لوگ ضرور حکومت کی حرص وخواہش کرو گے اور وہ قیامت کے روز لازماً باعث ندامت ہوگی۔‘‘

إِلٰهِيْ! نَسْأَلُكَ أَنْ تَنْزِعَ مُحَبَّةَ الدُّنْيَا مِنْ قُلُوْبِنَا
وَأَنْ تَجْعَلَ مَكَانَ ذٰلِكَ إِيْمَانًا وَيَقِيْنًا. آمِيْنَ.

---

[1] البخاری، الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاة وفضل المساجد (٦٦٠) ومسلم فی الزکاة (١٠٣١)۔ [2] مسلم، الامارة، باب فضیلة الأمیر العادل (٤٧٢١)۔

[3] مسلم بشرح النووی (١٢/ ٢١٠، ٢١١)۔

[4] البخاری، الأحکام، باب ما یکره من الحرص علی الامارة (٧١٤٨)۔

## (10) فتنے کے وقت (مومن) کا کردار

((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَرَأَيْتَ إِنْ أَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ شَدِيدٌ، حَتَّى لَا تَسْتَطِيعَ أَنْ تَقُومَ مِنْ فِرَاشِكَ إِلَى مَسْجِدِكَ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: تَعَفَّفْ. يَا أَبَاذَرٍّ! أَرَأَيْتَ إِنْ أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ شَدِيدٌ حَتَّى يَكُونَ الْبَيْتُ بِالْعَبْدِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: اصْبِرْ يَا أَبَا ذَرٍّ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّى تَغْرِقَ حِجَارَةُ الزَّيْتِ مِنَ الدِّمَاءِ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: اقْعُدْ فِي بَيْتِكَ وَأَغْلِقْ عَلَيْكَ بَابَكَ. قَالَ: أَبُوذَرٍّ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أُتْرَكْ. قَالَ: فَأْتِ مَنْ أَنْتَ مِنْهُ فَكُنْ فِيهِمْ. قَالَ: فَآخِذُ سِلَاحِيْ؟ قَالَ: إِذًا تُشَارِكُهُمْ فِيهِ، وَلٰكِنْ إِذَا خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ فَأَلْقِ طَرَفَ رِدَائِكَ عَلَى وَجْهِكَ، يَبُوءُ بِإِثْمِكَ وَإِثْمِهِ وَيَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ)) [1]

''اے ابوذرؓ! اگر لوگوں کو سخت بھوک (قحط سالی) پہنچے۔ یہاں تک کہ تو اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد جانے کی طاقت بھی نہ رکھے تو ان حالات میں اپنی رائے کے مطابق کیا کرے گا؟ ابوذرؓ! فرمانے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سوال کرنے سے بچ، پاکدامن بن۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! اگر لوگوں کو سخت موت پہنچے یہاں تک کہ ایک قبر کی زمین ایک غلام کے بدلے میں ملے تو تیرے خیال کے مطابق تو ان حالات میں کیا کرے گا؟ ابوذرؓ فرمانے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! تو ان حالات میں صبر سے کام لینا۔ پھر فرمایا: اے ابوذرؓ! اگر لوگ آپس میں ایک دوسرے کو اتنا قتل

[1] ابوداود، الفتن والملاحم، باب النهى عن السعى فى الفتنة (٤٢٦١) وابن ماجه (٣٩٥٨) والحاكم فى المستدرك (٢/ ١٥٦) واحمد (٥/ ١٤٩) والبيهقى (٨/ ١٩١) وابن حبان كما فى الاحسان (١٣/ ٢٩٢) (٩٦٠) وصححه الالبانى فى صحيح الجامع (٧٨١٩) وارواء الغليل (٢٤٥١)۔

کریں کہ حجارۃ الزیت کا مقام خون میں ڈوب جائے تو تیرا کیا خیال ہے کہ تو ان حالات میں کیا کرے گا؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے گھر میں بیٹھ جا اور گھر کا دروازہ بند کر لے ابو ذر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا، اگر پھر بھی مجھے نہ چھوڑا جائے تو میں کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان لوگوں میں شامل ہو جا جو تجھ جیسے ہیں۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ پھر کہنے لگے کیا میں اپنا اسلحہ نہ اٹھا لوں؟ (اور ان کا مقابلہ کروں) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو ایسا کرے گا تو تو ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائے گا۔ لیکن اگر تو ڈرے کہ تلوار کی چمک تجھ پر غالب ہو جائے گی تو تو اپنی چادر کی ایک جانب اپنے چہرے پر ڈال لینا۔ پس وہ (قاتل) تیرے اور اپنے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور جہنمی بن جائے گا۔"

**فوائد:**

① اس حدیث میں پاکدامنی اور سوال نہ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ جیسے اپنے خاص صحابہ کو وصیت کی تھی کہ وہ کسی سے سوال نہ کریں اس کے بعد ان کی یہ حالت ہوئی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی ایک گھوڑے پر سوار ہوتا اور اس کا کوڑا گر جاتا تو وہ کسی سے سوال نہیں کرتا تھا کہ مجھے میرا کوڑا پکڑا نا بلکہ خود گھوڑے سے اترتا تھا اور کوڑے کو اٹھاتا تھا۔

② اس حدیث میں ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو موت، قتل اور مصائب کی صورت میں اس امت کے اندر وقوع پذیر ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہو گی۔ قبرستان تنگ پڑ جائیں گے اور ایک قبر کے لیے جگہ ایک غلام کے بدلے میں ملے گی۔

ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابو ذرّ رضی اللہ عنہ کی حدیث: ((كَيْفَ تَصْنَعُ إِذَا مَاتَ النَّاسُ حَتَّى يَكُوْنَ الْبَيْتُ بِالْوَصِيْفِ)) میں بیت سے مراد قبر ہے اور وصیف سے مراد غلام ہے یعنی قبرستان تنگ پڑ جائیں گے اور لوگ ہر قبر ایک غلام کے بدلے خریدیں گے۔ [1]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک اور تفسیر کی ہے۔ فرماتے ہیں:

[1] النهاية، (١/ ١٧٠)۔

''لوگوں کی مشغولیتیں بڑھ جائیں گی اور مُردوں کے لیے قبر کھودے اور ان کو دفن کرنے کے لیے لوگ میسر نہ آئیں گے۔ تو قبر کھودنے اور مُردے کو دفن کرنے کے لیے ایک غلام کے بدلے لوگ اجرت پر رکھے جائیں گے۔''

(نعوذ باللہ من سوء الفتن) [1]

③ اس حدیث میں فتنوں کے دور میں صبر کرنے کا حکم ہے اور ان زمانوں میں صبر کرنا ضعیف اور کمزوری میں سے نہیں ہے۔

④ اس حدیث میں فتنہ کے دور میں لڑائی سے بچنے کا حکم ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''فتنہ سے مراد وہ فساد ہے جو بادشاہت کی طلب میں اختلافات سے پیدا ہوگا یہاں تک کہ ولایت کے حقدار اور نااہل کی پہچان نہ ہو سکے گی۔'' [2]

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''((أُقْعُدْ فِيْ بَيْتِكَ وَأَغْلِقْ عَلَيْكَ بَابَكَ)) کے اندر سلف کا اختلاف ہے بعض نے اس کو عموم پر محمول کیا ہے اور مطلقاً مسلمانوں کی آپس میں گھر بیٹھ گئے تھے جیسے: سعد، ابن عمر، محمد بن مسلمہ، ابو بکرہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہوں نے احادیث کے ظاہر پر عمل کیا ہے۔''

لیکن آگے جا کر ان میں پھر اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اگر اس پر اچانک کوئی شے حملہ آور ہو جائے تو وہ اپنے ہاتھ کو روکے رکھے گا اگرچہ اس کو قتل کر دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنی جان، مال اور اہل کا دفاع کرے گا اور اگر اس دوران اس نے قتل کر دیا یا خود قتل ہو گیا تو وہ معذور سمجھا جائے گا اور بعض کا خیال ہے کہ اگر کوئی گروہ امام کے خلاف بغاوت کرتا ہے اور اپنے واجبات ادا نہیں کرتا اور جنگ کھڑی کر دیتا ہے تو ایسے گروہ سے قتال کرنا واجب ہے اسی طرح اگر دو جماعتیں آپس میں جھگڑتی ہیں تو صاحب قدرت پر خطا کار کا ہاتھ پکڑنا اور مصیبت زدہ کی مدد کرنا واجب ہے۔

---

[1] التذکرۃ (۲/ ۲۵۲)۔ [2] فتح الباری، (۱۳/ ۳۴)۔

بعض نے ذرا تفصیل سے کہا ہے کہ ہر وہ قتال جو دو مسلمان جماعتوں کے درمیان ہوتا ہے اور کسی جماعت کے ساتھ بھی امام نہیں ہے تو یہ قتال ممنوع ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''درست بات یہ ہے کہ فتنہ کی اصل آزمائش ہے برائی کو ختم کرنا ہر قادر پر واجب ہے پس جو حق والے کی مدد کرے گا تو اسے ثواب ملے گا اور جو خطا کار کی مدد کرے گا وہ غلطی پر ہے لیکن اگر مقابلہ کی شکل ہو جائے (حق اور ناحق کی پہچان مشکل ہو جائے) تو اس وقت لڑائی سے روکنا ہی بہتر ہے۔'' [1]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ تذکرہ کے اندر لکھتے ہیں:

نبی ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو گھر میں رہنے اور اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کرنے کا جو حکم دیا ہے اس کے متعلق علما کے ایک گروہ کا یہ خیال ہے کہ یہ تمام فتنوں کے لیے عام ہے اور مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے مقابلے کے لیے کھڑا ہو بلکہ وہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے اس کی جان طلب کی جائے تو یہ اپنے آپ کو قتل کے لیے پیش کر دے اور اپنا دفاع نہ کرے۔ انہوں نے احادیث کو ان کے ظاہر پر محمول کیا ہے۔

پیچھے ہم نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو فتنہ میں پیچھے رہ گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے تھے ان میں عمران بن حصین اور ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ان دونوں صحابہ اور عبیدہ السلمانی وغیرہ سے مروی ہے کہ جو شخص دونوں گروہوں سے الگ ہو گیا اور اپنے گھر بیٹھ گیا لیکن اسے گھر میں اگر کوئی اس کے قتل کے ارادے سے داخل ہوتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی جان کا دفاع کرے لیکن اگر وہ اپنا دفاع نہیں کرتا تو وہ درستگی کو نہیں پہنچا بلکہ خطا کار ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أُرِيْدَتْ نَفْسُهُ وَمَالُهُ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ)) [2]

---

[1] فتح الباری، (۱۳/ ۳۴، ۳۵) وشرح مسلم للنووی (۲/ ۱۶۵)۔

[2] ابو داود، السنة، باب فی قتال اللصوص (۴۷۷۱) الترمذی (۱۴۲۰) وقال: حسن صحیح، وابن ماجه (۲/ ۸۶۲) (۲۵۸۲) واحمد (۲/ ۱۹۳) وحسنه البوصیری فی الزوائد (۲/ ۳۱۵) وصححه الالبانی کما فی الإرواء الغلیل (۱۵۲۸)۔

''جس کی جان اور مال کا ارادہ کیا گیا اور اسے قتل کر دیا گیا تو وہ شہید ہے۔''

یہ کہتے ہیں کہ جس شخص کی بھی جان یا مال کا ارادہ کیا گیا اور وہ ظلماً قتل کیا گیا اس پر واجب تھا کہ وہ جس قدر بھی اپنا دفاع کر سکتا تھا اتنا دفاع ضرور کرتا۔ قاتل خواہ خیر کا متلاشی ہو یا ظلم کا ارادہ رکھتا ہو۔

دوسرا قول ہی راجح معلوم ہوتا (ان شاء اللہ) کیونکہ صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

((جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَرَأَيْتَ إِنْ جَآءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ أَخْذَ مَالِي قَالَ: فَلَا تُعْطِهِ مَالَكَ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَاتَلَنِي؟ قَالَ: قَاتِلْهُ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَنِي قَالَ: فَأَنْتَ شَهِيْدٌ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلْتُهُ قَالَ: هُوَ فِي النَّارِ)) [1]

''ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول مجھے خبر دیں کہ اگر کوئی آدمی آئے اور میرے مال پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو میں کیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنا مال اس کو نہ دے اس نے کہا کہ اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس سے لڑائی کر۔ اس نے کہا اگر وہ مجھے قتل کر دے تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو شہید ہے۔ اس نے کہا: لیکن اگر میں نے اسے قتل کر دیا تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ آگ میں ہوگا۔''

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ سے احادیث ثابت ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ)) [2]

''جو اپنے مال کے دفاع میں قتل کیا گیا وہ شہید ہے۔''

---

[1] مسلم، الایمان، باب (۱/ ۱۲٤) (۲۲٤)۔

[2] البخاری، المظالم، باب من قاتل دون ماله (۲٤۸۰) مسلم (۲۲٦)۔

اور ہم نے اہل علم کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ وہ چوروں کے خلاف لڑائی کرنا اور اپنی جان اور مال کے دفاع کو جائز سمجھتے ہیں اور یہ مذہب ابن عمر رضی اللہ عنہما، حسن بصری، قتادہ، مالک، شافعی، احمد، اسحاق اور نعمان رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔

ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''عام اہل علم کا یہی قول ہے کہ جب کسی کے ساتھ ظلم کیا جائے تو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی جان اور مال کا دفاع کرلے۔ کیونکہ اس کے لزوم کے لیے احادیث نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں۔'' [1]

⑤ ((فَأْتِ مَنْ أَنْتَ مِنْهُ فَكُنْ فِيهِمْ)) سے مراد

① کہ دیندار اور توحید پر قائم اور شرک سے دور رہنے والوں میں سے ایسے لوگوں کے ساتھ شامل ہو جا جو تیرے طریقے اور سیرت پر کاربند ہوں۔

② اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے اہل خانہ اور خاندان والوں کو لازم پکڑ۔

③ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے امام جس کی تو نے بیت کی ہوئی ہے اسی کے ساتھ شامل ہو جا۔ [2]

⑥ اس حدیث میں مسلمانوں کی جماعت اور وحدت پر اسلام کے حریص ہونے کی تاکید ہے یہاں تک کہ فتنوں، آزمائشوں اور آپس کی لڑائی جھگڑوں کے دوران بھی جماعت کے متحد رہنے کی ترغیب دی ہے۔

⑦ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ؟ فَقَالَ ثَوْبَانُ: أَنَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا)) [3]

''جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں؟ ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا میں

---

[1] التذکرة (۲/ ۲۵۳، ۲۵٤) وانظر فتح الباری (۵/ ۱٤۸)۔

[2] عون المعبود (۱۱/ ۳٤۲)۔ [3] ابوداود، الزکاة، باب کراهية المسألة (۱٦٤۳) والنسائی (۵/ ۹٦) شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔(هداية الرواة، (۲/ ۲۷٦)۔

(اس بات کی ضمانت دیتا ہوں) چنانچہ پھر ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ سوال نہیں کیا کرتے تھے۔''

⑧ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

''انصار کے چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مال کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دے دیا۔ پھر انہوں نے آپ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے دے دیا حتی کہ آپ ﷺ کے پاس جتنا بھی مال تھا وہ ختم ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جتنا بھی مال ہو میں کبھی بھی اسے تم سے نہیں روکوں گا لیکن جو شخص خود کو سوال کرنے سے بچائے۔ اللہ اس کو بچائے گا اور جو شخص استغنا اختیار کرے اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو شخص صبر کی کوشش کرے گا اللہ اسے صبر عطا کر دے گا۔ اور کوئی شخص صبر سے بہتر اور فراخی والا کوئی دوسرا عطیہ نہیں دیا گیا۔'' [1]

## ⑪ جامع وصیت

((يَا أَبَا ذَرٍّ! هَلْ صَلَّيْتَ؟ قُلْتُ: لَا: قَالَ: فَقُمْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! اسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّشَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَهَلْ لِلإِنْسَانِ مِنْ شَيَاطِيْنَ؟! قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى بِأَبِيْ أَنْتَ وَ أُمِّيْ. قَالَ: قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ. قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الصَّلَاةُ؟ قَالَ: خَيْرُ مَوْضُوْعٍ مَنْ شَاءَ أَقَلَّ وَمَنْ شَآءَ أَكْثَرَ قُلْتُ: فَمَا الصِّيَامُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: فَرْضٌ مَجْزِئٌ. قُلْتُ: فَمَا الصَّدَقَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أَضْعَافٌ مُضَاعَفَةٌ وَعِنْدَاللّٰهِ الْمَزِيْدُ. قُلْتُ: أَيُّهَا أَفْضَلُ يَارَسُوْلَ

[1] البخاری، الزکاة باب الاستعفاف عن المسألة (١٤٦٩) مسلم (١٠٥٣) وابوداود (١٦٤٤) والترمذی (٢٠٢٤)۔

اللّٰهِ؟ قَالَ: جُهْدٌ مِنْ مُقِلٍّ أَوْسِرٌّ إِلَى فَقِيرٍ. قُلْتُ: أَيُّهَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ أَعْظَمُ؟ قَالَ: اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ [1] حَتّٰى خَتَمَ الْآيَةَ قُلْتُ: فَأَيُّ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أَوَّلُ؟ قَالَ: آدَمُ قُلْتُ: أَوَ نَبِيٌّ كَانَ؟ قَالَ: نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ، قُلْتُ: وَكَمِ الْأَنْبِيَاءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ثَلَاثُمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ نَبِيًّا جَمًّا غَفِيرًا)). [2]

''اے ابوذرؓ! کیا تو نے نماز ادا کی ہے؟ میں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس کھڑا ہو اور نماز پڑھ، تو میں نے نماز ادا کی پھر میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگ۔ میں نے کہا: اللہ کے رسول کیا انسانوں کے لیے شیاطین ہوتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ فرمانے لگے اے ابوذرؓ! کیا جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے پر میں تیری رہنمائی نہ کروں؟ میں نے کہا کیوں نہیں ضرور کیجیے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے جواب دیا ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! نماز کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بہترین چیز ہے جو چاہے تھوڑی پڑھے اور جو چاہے زیادہ پڑھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! روزہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا فریضہ ہے جو کفایت کرنے والا ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! صدقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دوگنا چوگنا کیا جائے گا اور اللہ کے ہاں اس کے علاوہ بھی

---

[1] البقرة: ٢٥٥۔ [2] احمد، (٥/ ١٧٨، ١٧٩) وهناد فی الزهد (١٠٦٥) قال محققه الشيخ عبدالرحمن الفريوائی (٢/ ٥١٧) والطيالسی كما فی منعة المعبود (٢/ ٣١) واحمد (٥/ ١٧٨، ١٧٩) والنسائی مختصراً على ذكر الاستعاذة فقط (٢/ ٣١٦) (٥٥٠٩) والمزی فی تهذيب الكمال فی ترجمة عبيد بن الخشخاش (٨٩٣) وذكره الحافظ فی التهذيب (٧/ ٦٤، ٦٥) فی ترجمة عبيد بن الخشخاش (٨٩٣) وذكره ابن حبان فی الثقات، وقال: قلت: روى عنه الكوفيون وقال البخاری وكم يذكر سماعا من ابی ذر رضی الله عنه وضعفه الدار قطنی: انظر التاريخ الكبير، (٣ق ١/ ٤٤٧) وسكت عليه الرازی أيضا (٢ق ٢٠/ ٤٠٦)۔

(اجروثواب) ہے۔میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ افضل صدقہ کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کم مال والے کی مشقت یا کسی فقیر کی طرف چھپا کر کیا جانے والا صدقہ۔ میں نے کہا: آپ کی طرف نازل ہونے والی وحی میں سے سب سے عظیم کونسی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پوری آیت یعنی آیۃ الکرسی ۔ میں نے کہا: سب سے پہلا نبی کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آدم۔میں نے کہا: کیا وہ نبی تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ نبی تھے اوران سے کلام کی گئی ہے۔میں نے کہا: یارسول اللہ انبیا کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ۳۱۳ (تین سو تیرہ) نبیوں کی ایک بہت بڑی جماعت۔"

**فوائد:**

① نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کا خیال رکھتے تھے اوران سے نماز اور دوسرے اطاعت کے کاموں کے متعلق باز پرس کیا کرتے تھے اور انہیں اللہ کی اطاعت پر ابھارتے تھے اور انہیں اچھے کاموں کا حکم دیا کرتے تھے۔

② اس حدیث میں اشارہ ہے کہ انسانوں میں سے بعض انسان شیطانوں جیسے ہوتے ہیں بلکہ ان سے بھی آگے بڑھ کر کیونکہ یہ خود بھی برے ہوتے ہیں اور لوگوں میں بھی فساد پیدا کرتے ہیں۔ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی کے کاموں سے روکتے ہیں۔

③ اس میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

④ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز افضل الاعمال ہے۔

⑤ اس میں پوشیدہ صدقے اور تنگدستی میں صدقہ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

⑥ اس حدیث میں پوشیدہ صدقے اور تنگدستی میں صدقہ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

⑦ اس حدیث میں آیت الکرسی کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور یہ کہ یہ قرآن کی سب سے عظیم آیت ہے۔

⑧ اس سے آدم علیہ السلام کا نبی مکلم ہونا ثابت ہوتا ہے۔

⑨ اس حدیث میں انبیا کی تعداد کی طرف اشارہ ہے۔

# (12) عدل

(( رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، شَاتَيْنِ تَنْتَطِحَانِ وَمَعَهُ أَبُوْ ذَرٍّ فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ! هَلْ تَدْرِي فِيْمَ تَنْتَطِحَانِ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: لٰكِنَّ اللّٰهَ يَدْرِي وَ سَيَقْضِي بَيْنَهُمَا)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے دو بکریوں کو دیکھا کہ وہ ایک دوسری کو ٹکریں مار رہی تھیں اور آپ ﷺ کے ساتھ ابوذرؓ بھی موجود تھے تو آپ ﷺ نے ابوذر کو مخاطب کر کے فرمایا: اے ابوذرؓ! کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ بکریاں کیوں لڑ رہی ہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مجھے تو معلوم نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: لیکن اللہ جانتا ہے اور عنقریب وہ ان کے درمیان فیصلہ بھی کرے گا۔''

**فوائد:**

① اس حدیث میں چوپایوں کے جمع کرنے اور بعض کو بعض سے قصاص دلوانے کی طرف اشارہ ہے۔

② اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے کمالِ عدل کا اثبات ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''کہ چوپایوں کے حشر اور ان میں باہمی قصاص کے متعلق لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چوپایوں اور پرندوں کا مرنا ہی ان کا حشر ہے اور یہی قول ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت میں ہے کہ جانوروں کو جمع کیا جائے گا اور اٹھایا جائے گا اور یہی قول ابوذرؓ! ابو ہریرہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اور حسن

---

[1] احمد (٥/ ١٦٢) وقال الحافظ العراقی فی تخريج الإحياء (٤/ ٥٢٢) واحمد من رواية أشياخ لم يسموا قال الالبانی هذا إسناد صحيح عندی، فإن رجاله كلهم ثقات رجال الشيخين غير الأشياخ الذين لم يسموا وهم جمع من التابعين يغتفر الجهل بحالهم (اجتماعهم على رواية هذا الحديث، انظر السلسلة الصحيحة (٤/ ١١٧-٦١٠)۔

بصری رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگوں کا ہے اور یہی قول صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ [1] ''اور جب درندوں کو جمع کیا جائے گا۔'' اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ﴾ [2] اور پھر ان کو ان کے رب کی طرف جمع کیا جائے گا۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

((يَحْشُرُ اللّٰهُ الْخَلْقَ كُلَّهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الْبَهَائِمُ وَالطَّيْرُ وَالدَّوَابُّ وَكُلُّ شَيْءٍ فَيَبْلُغُ مِنْ عَدْلِ اللّٰهِ أَنْ يَأْخُذَ لِلْجَمَاءِ مِنَ الْقَرْنَاءِ ثُمَّ يَقُولُ: كُونِي تُرَابًا. فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى حِكَايَةً عَنِ الْكُفَّارِ ﴿وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا﴾)) [3]

''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع کرے گا۔ جس میں درندے پرندے اور چوپائے اور ہر ایک چیز ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا عدل اتنا ہوگا کہ سینگوں والے جانور سے بغیر سینگوں والے کے لیے بدلہ لیا جائے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان جانوروں کو فرمائیں گے کہ تم مٹی ہو جاؤ (یعنی ان کے لیے جنت اور جہنم نہیں ہے) اسی وجہ سے کافر لوگ اس دن کہیں گے: ''اے کاش! ہم مٹی ہو جاتے۔''

جب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ قیامت کے دن جانوروں کو جمع کیا جائے گا اور سینگ والی بکری سے سوال کیا جائے گا کہ اس سے دوسری بکری کو کیوں سینگ مارا تھا اور پتھر سے سوال کیا جائے گا کہ وہ دوسرے پتھر پر کیوں سوار ہوا تھا۔ اور اسی طرح لکڑی کی ایک شاخ سے سوال کیا جائے گا کہ اس نے دوسری شاخ کو کیوں زخمی کیا تھا۔ جب یہ حساب وکتاب جانوروں اور جمادات سے بھی ہوگا تو انسان کو اس سے عبرت پکڑنی چاہیے کیونکہ اس کا حساب ان چیزوں سے جن سے کسی عمل کا مطالبہ نہیں کیا گیا، کہیں زیادہ سخت ہوگا۔

[1] التكوير: ٥ ـ

[2] الانعام: ٣٨ـ

[3] (النساء: ٤٠) التذكرة، (ص/ ٣٣٦، ٣٣٧)ـ

# نصیحت

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ جلد از جلد اپنا محاسبہ کرے جیسا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((حَاسِبُوْا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْهَا قَبْلَ أَنْ تُوْزَنُوْا))

''اپنے نفسوں کا محاسبہ کرلو، اس سے پہلے کہ (قیامت کے روز) تمہارا محاسبہ ہو اور اس کا وزن کرلو، اس سے پہلے کہ (قیامت کے روز) تمہیں تولا جائے (تمہارے عملوں کا وزن کیا جائے)۔''

نفس کے محاسبہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ موت سے پہلے پہلے ہو برائی سے سچی توبہ کرلے اور اس نے اللہ کے فرائض میں جو کمی کی ہے اس کا تدارک کرلے اور جن لوگوں پر ظلم کیا ہے ان کا ذرہ ذرہ بدلا چکا دے اور جس جس کو زبان، ہاتھ یا دل کے ساتھ تکلیف پہنچائی ہے اس سے معافی مانگ لے اور اپنے متعلق ان کے دلوں کو صاف کرلے اور اگر وہ اس حالت میں مرا کہ اس پر کوئی فریضہ باقی نہیں تھا اور نہ ہی کسی ظلم کا بدلہ دینا تھا تو یہ شخص بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ لیکن اگر یہ ظلموں کا بدلہ دینے سے پہلے فوت ہوگیا تو مظلوم لوگ اس کو گھیر لیں گے۔ کسی نے اس کے ہاتھ سے پکڑا ہوگا۔ کسی نے اس پر پیشانی کے بالوں کے ذریعے قبضہ کیا ہوگا۔ کوئی چھاتی پکڑے ہوئے ہوگا۔ ایک کہے گا: تو نے مجھ پر ظلم کیا تھا۔ دوسرا کہے گا۔ تو نے مجھے گالی دی تھی۔ کوئی کہے گا: تو نے مجھ سے مذاق کیا تھا۔ کوئی کہے گا تو نے میری غیبت کی تھی، کوئی کہے گا تو میرا پڑوسی تھا لیکن برا پڑوسی تھا کوئی کہے گا: تو نے اس کے معاملہ میں مداخلت کی تھی۔ کوئی کہے گا: تو نے مجھے ایک چیز بیچی تھی لیکن اس کا عیب ظاہر نہیں کیا تھا کوئی کہے گا: تو نے ایک چیز کے بھاؤ میں میرے ساتھ جھوٹ بولا تھا کوئی کہے گا: تو غنی تھا اور میں فقیر لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تھا کوئی کہے گا: تو نے مجھے مظلوم پایا تھا اور تو ظلم کو دور کرنے کی طاقت بھی رکھتا تھا لیکن تو نے ظالم کو اورشہ دی تھی اور میرا خیال نہیں رکھا تھا اور تو اسی حالت میں رہے گا جھگڑا کرنے والے اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑھ لیں گے اور وہ تیرے گریبان کو پکڑ لیں گے اور تو ان کی کثرت سے حیران اور مبہوت ہو جائے گا۔

ان کی کثرت اتنی ہوگی کہ دنیا کے اندر تو نے جس سے ایک درہم کا بھی معاملہ کیا ہوگا اور جس کے ساتھ ایک لحظہ بھی بیٹھا ہوگا اور اس پر کسی قسم کا ظلم کیا ہوگا وہ اپنے حق کا مطالبہ کرے گا۔ یہاں تک کہ تو ان کے سامنے کھڑے ہونے سے عاجز آ جائے گا اور تو اس امید سے اپنی گردن اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے گا کہ شاید وہ تجھے ان سے نجات دلا دے۔ لیکن تیرے کان اللہ تعالیٰ کی یہ ندا سنیں گے:

﴿ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۭ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ ۭ ﴾ [1]

"آج کے دن ہر نفس کو اس کا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کمایا ہے اور آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔"

پس اس وقت تیرا دل اپنی جگہ سے ہل جائے گا اور تیرا نفس ہلاکت کا شکار ہوگا اور تو یاد کرے گا ان نصیحتوں کو جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے تمہیں ڈرایا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا یُؤَخِّرُهُمْ لِیَوْمٍ تَشْخَصُ فِیْهِ الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾ مُهْطِعِیْنَ مُقْنِعِیْ رُءُوْسِهِمْ لَا یَرْتَدُّ اِلَیْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿ؕ۴۳﴾ ﴾ [2]

آج تو لوگوں کی عزتوں پر بات کر کے اور ان کا مال کھلا کر بہت خوش ہوتا ہے لیکن تیری حسرت اس سے کہیں بڑھ کر ہوگی۔ جب تجھے عدالت کے اندر کھڑا کیا جائے گا اور برائیوں کے خطاب کے ساتھ تجھ سے آمنے سامنے بات چیت ہوگی اور تو اس قدر غریب، مفلس، عاجز اور ذلیل ہوگا کہ تجھ میں کسی کا حق ادا کرنے کی طاقت نہ ہوگی اور نہ ہی تو اپنا عذر پیش کر سکے گا۔ پس اس حالت میں تیری وہ نیکیاں جن کو کمانے میں تو نے اپنی ساری زندگی کھپا دی تھی وہ جھگڑا کرنے والوں کو دے دی جائیں گی۔

اس مصیبت سے بڑھ کر یہ مصیبت ہے کہ تیرے پاس ایک بھی ایسی نیکی نہیں ہے جو ریا اور شیطانی دھوکے جیسی آفات سے سلامت ہو لیکن اگر لمبی مدت کے بعد کوئی ایک آدھ نیکی ہوئی بھی تو اس کو وہ لوگ لے جائیں گے جن پر تو نے ظلم کیا ہوگا۔

[1] ٤٠/ غافر: ١٧۔ [2] ١٤/ ابراھیم: ٤٢، ٤٣۔

ابو حامد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''کہ اگر تو روزے اور قیام اللیل پر مواظبت کرتا ہے اور پھر اپنے نفس کا محاسبہ کرے تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ ایک دن کے اندر تو لوگوں کی جو غیبت کرتا ہے وہ تیری ساری نیکیوں کے برابر ہے اور اس کے علاوہ جو تو گناہ کرتا ہے ان کا کیا بنے گا مثلاً: حرام مال کمانا، بری خواہشات، اللہ کے فرائض میں کوتاہی وغیرہ۔''

اس صورت میں تو کیسے آس رکھتا ہے کہ اس دن ظلم سے بچ جائے گا جس دن بغیر سینگ والے جانوروں سے بدلہ لے کر دیا جائے گا اور کافر کہیں گے:

﴿ وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا ﴾ [1]

''اور کافر (اس دن) کہے گا کاش کہ میں مٹی ہوتا۔''

اے مسکین! اس وقت تیری کیا حالت ہو گی جب تو اپنے صحیفہ کو ان نیکیوں سے خالی دیکھے گا جن کے حصول کے لیے تو نے اپنے آپ کو ایک لمبی مدت تھکا دیا تھا اور تو سوال کرے گا کہ میری نیکیاں کہاں گئیں۔ تو جواب دیا جائے گا کہ وہ تو مظلوموں کے صحیفوں میں لکھ دی گئی ہیں۔

اور تو اپنے صحیفے کو ایسی برائیوں سے بھرا پائے گا۔ جن کا تو مرتکب نہیں ہوا تھا۔ تو کہے گا: یہ تو وہ گناہ ہیں جن کا میں کبھی بھی مرتکب نہیں ہوا تھا۔ تو کہا جائے گا: یہ ان لوگوں کے گناہ ہیں جن کی تو نے غیبت کی تھی، جن پر ظلم کیا تھا اور ان کے ساتھ برا سلوک کیا تھا، جن پر تو نے معاملات خرید و فروخت، ہمسائیگی، مخاطبت، مناظرے، مذاکرے اور دوسرے معاملات میں ظلم کیا تھا۔

پس جو تو لوگوں کے مال ہتھیا کر اور ان کی عزتوں اور جسموں پر حملہ کر کے اور ان کے دل تنگ کر کے اور ان کے ساتھ برا سلوک کر کے جو ظلم کر رہا ہے اس میں اللہ سے ڈر جا۔ بندے اور اللہ کے درمیان خاص مغفرت ہوتی ہے اس کی طرف جلدی کر۔

لیکن وہ شخص جس نے بہت زیادہ لوگوں پر ظلم کیا اور اسے پتا بھی نہیں کہ اس نے کس کس پر ظلم کیا ہے کہ وہ ان سے اپنے ظلموں کی معافی مانگ سکے۔ تو ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ

---

[1] ۷۸/ النساء: ٤٠۔

اللہ سے بہت زیادہ استغفار اس شخص کے لیے کرے جس پر اس نے ظلم کیا ہے۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ قیامت کے دن مظلوموں کو اپنی طرف سے بدلہ دے کر راضی کر دے اور اس کا چھٹکارا ہو جائے۔

اے اللہ! ہم کو عدل وانصاف کرنے والا بنا دے یہاں تک کہ ہم تیری مخلوق میں سے کسی کے ساتھ ظلم نہ کریں۔ آمین۔

## (13) ایمان کا مضبوط ترین کڑا

((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَيُّ الْإِيْمَانِ أَوْثَقُ؟ قَالَ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: اَلْمَوَالَاةُ فِي اللّٰهِ، وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)) [1]

''اے ابو ذرؓ! اسلام کے کڑوں میں سے سب سے مضبوط کڑا کونسا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی خاطر آپس کی دوستی اور اللہ کی وجہ سے کسی سے محبت کرنا اور اللہ ہی کی خاطر کسی سے بغض رکھنا (یہ اسلام کا سب سے مضبوط کڑا ہے۔''

### فوائد:

① مؤمنین سے محبت کرنے، مصائب میں ان کی مدد کرنے اور ان کے لیے دعا اور جب وہ غائب ہوں تو ان کا دفاع کرنے اور ان کو ذلیل نہ کرنے سے موالات پیدا ہوتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ)) [2]

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی دشمن کے سپرد کرتا ہے اور نہ ہی اس کو مصائب میں تنہا چھوڑتا ہے۔''

---

[1] أخرجه الطبراني (۱۱/ ۲۱۵) (۱۱۵۳۷) وضعف الالباني سنده إلّا انه قال: لكن للحديث شواهد يتقوى بها۔ ثم ذكر شاهدين لهذا الحديث بهما ينجبر اسناده، سلسلة الاحاديث الصحيحة (۹۹۸) وانظر صحيح الجامع (۲۵۳۹)۔

[2] البخاري، الاكراه، (٦٩٥١) ومسلم فى كتاب البر والصلة (۳۲)۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ﴾ ❶

''مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔''

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین سے دوستی لگائے گا (وہ اللہ کی جماعت میں داخل ہو جائے گا) اور اللہ کی جماعت ہی غالب ہونے والی ہے۔'' ❷

حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور مؤمنین کے ساتھ دوستی لگانے پر راضی ہو گیا وہ دنیا اور آخرت میں فلاح پا جائے گا۔'' ❸

نیز یہاں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے دوستی لگانے کا حکم دیا ہے وہاں کافروں کے ساتھ دوستی لگانے سے ڈرایا بھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مؤمن، مؤمنین کی بجائے کافروں سے دوستی نہ لگائیں اور جو شخص کافروں سے دوستی لگائے گا تو اس کے لیے اللہ کا کوئی ذمہ نہیں اِلَّا یہ کہ تم اس طریقہ سے ان سے بچو۔'' ❹

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

''اے مؤمنو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی لگائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا۔'' ❺

② ہر وہ محبت جو اللہ کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لیے کی جاتی ہے وہ ایک نہ ایک دن زائل ہو جائے گی اور محبت کا یہ رشتہ کٹ جائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

---

❶ ۹/ التوبہ: ۷۱۔ ❷ ۵/ المائدہ: ۵۶۔ ❸ تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۸۲۔

❹ ۳/ آل عمران: ۲۸۔ ❺ ۵/ المائدہ: ۵۱۔

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ ﴾ ❶

''اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں پر کاٹے گا اور کہے گا: ہائے کاش میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنا رشتہ بناتا، ہائے میری ہلاکت کاش میں فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا۔''

بلکہ بعض اوقات تو ایسی دوستی جو دنیاوی مقاصد کے لیے کی جاتی ہے اس کا نتیجہ دشمنی کی صورت میں نکلتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذیشان ہے:

''اس دن متقین کے علاوہ باقی تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔'' ❷

جو دوستی اللہ کی اطاعت کی بجائے کسی دوسرے مقاصد کی وجہ سے لگائی جاتی ہے اس کا نتیجہ ایسا ہی نکلتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آواز لگائیں گے:

(( أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي )) ❸

''کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے آج جبکہ میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے میں ان لوگوں کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا۔''

لیکن وہ لوگ جن کی محبت اللہ کے جلال کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ ان کا اجتماع وافتراق دنیاوی مقاصد کی خاطر ہوتا تھا ان کی دوستی کا معیار حسب ونسب، زبان، علاقہ اور قبیلہ تھا تو ایسے لوگوں کو ندا کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (یعنی این المتحابون والی ندا)

## (14) کونسا شخص افضل ہے......؟

(( يَا أَبَا ذَرٍّ! اِرْفَعْ بَصَرَكَ، فَانْظُرْ أَرْفَعَ رَجُلٍ تَرَاهُ فِي الْمَسْجِدِ

❶ ۲۵/ الفرقان: ۲۷، ۲۸۔ ❷ الزخرف: ٦٧۔

❸ مسلم، (٤/ ١٩٨٨) البر والصلة (٢٥٦٦) واحمد (٢/ ٢٣٧) (٢/ ٣٣٨)۔

قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ عَلَيْهِ حُلَّتُهُ .قَالَ: قُلْتُ: هَذَا .قَالَ: يَا ابَا ذَرٍّ! إِرْفَعْ رَأْسَكَ فَانْظُرْ أَوْضَعَ إِنْسَانٍ تَرَاهُ فِي الْمَسْجِدِ.قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَجُلٌ ضَعِيفٌ عَلَيْهِ أَخْلَاقٌ لَّهٗ. قَالَ:فَقُلْتُ:هَذَا . قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَهَذَا أَفْضَلُ عِنْدَاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ قِرَابِ الْأَرْضِ هَذَا )). [1]

’’اے ابو ذرؓ! نظر اٹھا کر مسجد میں دیکھ اور بتا کہ تیرے نزدیک ان میں سے افضل کون ہے؟ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو میری نظر ایک شخص پر پڑی جس نے ایک حلہ زیب تن کیا ہوا تھا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ شخص سب سے افضل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ذرؓ! اب پھر دیکھ اور ان میں سے جو تیرے نزدیک سب سے گھٹیا شخص ہے اس کی نشاندہی کر۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے مسجد میں نظر دوڑائی تو مجھے ایک شخص نظر آیا۔ جس نے بوسیدہ سے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ شخص سب سے گھٹیا ہے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے اس جواب پر آپ ﷺ فرمانے لگے: مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ شخص جس کو تو گھٹیا سمجھ رہا ہے قیامت کے دن اللہ عزوجل کے ہاں دوسرے کی نسبت زمین کے بھرنے کے برابر بہتر ہے۔‘‘

## فوائد:

① اسلام کے اندر فضیلت کا معیار مال و دولت، دنیا کا جمع کرنا اور اس کے وسائل پر قبضہ نہیں ہے اور نہ ہی حسب و نسب اور عمدہ لباس پہننے سے کسی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے بلکہ اسلام میں فضیلت کا معیار تقوی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

[1] أخرجه احمد فی المسند (۵/ ۱۵۷، ۱۷۰) وهناد فی الزهد (۵/ ۸) والبزار (۳۶۲۹، ۳۶۳۰) وابو نعيم فی الحلية (۸/ ۱۱۵) وابن حبان (۶۸۱) قال المنذری فی الترغيب والترهيب (۴/ ۱۴۹) رواه احمد بأسانيد رواتها محتج بهم فی الصحيح وابن حبان فی صحيحه وصححه عبدالرحمن الفريوائی محقق الزهد لهناد بن السری (۵/ ۸)۔

﴿ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ﴾ [1]

''تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ عزت وتکریم کا مستحق وہ شخص ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔''

② یہ ایک عینی واقعہ ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہر فقیر ہر ایک غنی سے افضل ہے اور نہ ہی یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر غنی ہر فقیر سے افضل ہوتا ہے جبکہ اس واقعہ میں جس چیز نے فقیر کو غنی پر فضیلت دی ہے وہ اس کا تقوی اور خشیت الٰہی ہے۔

③ صرف دنیا کے سامان اور رنگینیوں کی فراوانی کے ذریعہ حاصل ہونے والی سرداری کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہے بلکہ آخرت کی سعادت اور سرداری قابل اعتبار ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ)) [2]

''اے اللہ اگر کوئی قابل ذکر زندگی ہے تو وہ آخرت کی زندگی ہے۔''

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

''میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم فقیر ہو جاؤ گے بلکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کھول دی جائے اور تم اس میں اس طرح رغبت کرو جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کھولی گی اور انہوں نے اس میں رغبت کی اور یہ دنیا کی فراوانی تم کو اصل مشن سے غافل کر دے جس طرح اس نے ان کو غافل کیا تھا۔'' [3]

③ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اہم کلام نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو تینوں حالتوں فقر، غنا، اور کفاف میں رکھا ہے۔ شروع شروع میں آپ کی حالت فقیروں والی تھی لیکن آپ ﷺ نے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کر کے ان حالات کا مقابلہ کیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو آپ ﷺ کا شمار غنی

---

[1] ٤٩/ الحجرات:١٣۔

[2] البخاری، الرقاق (٦٤١٣) ومسلم (٣/ ١٤٣١) الجهاد (١٨٠٤، ١٨٠٥)۔

[3] البخاری، الرقاق (٦٤٢٥) ومسلم (٤/ ٢٢٧٤) والزهد (٢٩٦١)۔

لوگوں میں ہونے لگا۔ لیکن آپ اس مال کو مستحقین کی مدد کی خاطر خرچ کر دیتے تھے اور اپنے پاس اتنا ہی مال رکھتے تھے جس سے آپ کے اہل وعیال کی ضروریات پوری ہوتی تھیں تو یہ حالت کفاف ہے اور اسی حالت میں آپ کی وفات ہوئی ہے اور یہ حالت بہت زیادہ غنا اور ایسی فقیری جو آدمی کو ذلیل ورسوا کردے کے درمیان والی حالت ہوتی ہے بلکہ صاحب کفاف کا شمار فقراء میں ہوتا ہے کیونکہ دنیا کی رنگینیاں اس کو خوشحال نہیں کرتی بلکہ جب اس کے پاس زیادہ مال جمع ہو جاتا ہے تو اسے اپنے نفس کو کنٹرول کرنے کے لیے اس کے ساتھ جہاد کرنا پڑتا ہے اور اتنا ہی غنی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کا محتاج نہیں ہوتا اور سوال کی ذلت سے بچ جاتا ہے۔'' [1]

یہ کام غور وفکر کرنے کا محتاج ہے اور جو شخص اس میں غور وفکر کرے گا وہ یہ سوال کرنے کا محتاج نہیں ہوتا ہے کہ آیا غنی شاکر افضل ہے یا فقیر صابر؟

## (15) توحید کی فضیلت

(( يَا أَبَا ذَرٍّ! لَا تَبْرَحْ حَتَّى آتِيَكَ. قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ! ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: أَنْطَلِقُ؟ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ لِي، فَلَبِثْتُ حَتَّى جَآءَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فَأَرَدْتُّ أَنْ آتِيَكَ، فَذَكَرْتُ قَوْلَكَ لِي. فَقَالَ: ذٰلِكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ فَقَالَ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ )) [2]

''اے ابوذر! جب تک میں واپس نہیں آجاتا اس وقت تک تو نے اس جگہ سے ہٹنا نہیں ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ کہہ کر آپ ﷺ ایک طرف چلے

[1] فتح الباری، (۱۱/ ۲۷۹)۔ [2] البخاری، الرقاق، باب قول النبی ﷺ: ((ما یسرنی أن عندی مثل أحد هذا ذهبًا)) (٦٤٤٤)۔

گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر میں نے ایک بلند آواز سنی، تو میں ڈر گیا کہ شاید نبی ﷺ کے لیے کوئی معاملہ پیش آ گیا ہے میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی وہاں چلا جاؤں۔لیکن پھر مجھے نبی کریم ﷺ کی بات یاد آ گئی تو نبی ﷺ کے آنے تک وہیں کھڑا رہا۔ جب نبی کریم ﷺ آئے تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے ایک آواز سنی تھی۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ آپ کی بتائی ہوئی جگہ چھوڑ دوں لیکن پھر مجھے آپ کی بات یاد آ گئی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل علیہ السلام تھے اس نے آ کر مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میں سے جو شخص بھی اس حالت میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ میں نے کہا! اے اللہ کے رسول ﷺ! اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو۔"

**فوائد:**

① اس حدیث مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اطاعت رسول کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کیا کرتے تھے۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے جب آواز سنی تو ارادہ کیا کہ اس طرف جانا چاہیے (کہ کہیں نبی کریم ﷺ کو کوئی حادثہ پیش نہ آ گیا ہو) لیکن جب نبی ﷺ کا قول "اپنی جگہ سے نہ ہٹنا" یاد آیا تو اسی جگہ کھڑے رہے۔

② اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات سے خوف کھاتے تھے کہ کہیں کوئی شخص آپ کو تکلیف نہ پہنچا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لوگوں سے حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔

اسی طرح سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے شدید محبت تھی۔

③ اس حدیث مبارکہ میں توحید اور شرک سے برأت کی فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے جنت کے دخول کو ایسی موت پر مرتب کیا ہے جو حالت شرک میں نہ آئی ہو۔ [1]

---

[1] فتح الباری، (۱۱/ ۲۷۲)۔

④ یہ حدیث اس وعید کے منافی نہیں جو اہل کبائر کے متعلق وارد ہوئی ہے کہ وہ آگ کے اندر داخل ہوں گے کیونکہ عذاب کے ذریعے جب ان کی صفائی اور تہذیب ہو جائے گی تو یہ آگ سے نکل جائیں گے۔

امام ابو محمد عبداللہ بن ابی زید القیر وانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جس شخص کو اللہ نے بدلے میں اپنی آگ دی۔ تو اس شخص کو اس کے ایمان کی وجہ سے آگ سے نجات دے دے گا اور اس آگ سے نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے بھی لوگ نکالے جائیں گے اور اہل کبائر میں سے جس کے حق میں بھی آپ ﷺ شفاعت کریں گے وہ آگ سے نجات پا جائے گا۔'' [1]

اہل کبائر کے حق میں نبی کریم ﷺ کا شفاعت کرنا ان شفاعات میں سے ہے جو کہ آپ ﷺ سے ثابت ہیں۔

نبی کریم ﷺ قیامت کے دن بہت زیادہ لوگوں کے لیے شفاعت کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کریں گے۔

صحیح احادیث سے نبی کریم ﷺ کی کئی ایک شفاعات ثابت ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

① ان لوگوں کے حق میں آپ کی سفارش جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔

② ایسے لوگوں کے لیے آپ کی سفارش جن کے متعلق آگ کا فیصلہ ہو چکا ہو گا۔ لیکن وہ شفاعت کی وجہ سے آگ میں داخل نہیں ہوں گے۔

③ اہل جنت کے حق میں آپ کی شفاعت تاکہ جنت میں ان کے درجات بلند ہو جائیں۔

④ آپ کی سفارش ایسے لوگوں کے حق میں جو بغیر حساب کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

⑤ آپ کی شفاعت ایسے لوگوں کے لیے جو عذاب کے مستحق ہوں گے تاکہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

---

[1] شرح القیروانیة المیسر (ص/ ٤٩)۔

⑥ جنت کے دخول کے لیے آپ کی تمام مؤمنین کے حق میں شفاعت۔

⑦ اپنی امت میں سے کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کے لیے آپ کی شفاعت۔

یہ تمام شفاعات آپ ﷺ کے لیے صحیح احادیث کے مقتضی سے ثابت ہیں لیکن یہ شفاعات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ ہوں گی۔ [1]

انہیں شفاعات میں سے ایک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے:

((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ فَقُلْتُ: يَارَبِّ! أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ أَقُوْلُ: أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى شَيْءٍ)) [2]

''قیامت کے دن میری سفارش قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے ربّ! جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے اس کو جنت میں داخل کر دے تو یہ لوگ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ پھر میں کہوں گا (اے میرے ربّ!) ہر اس شخص کو جنت میں داخل کر دے جس کے دل میں ذرّہ سا بھی ایمان ہے۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ربّ العالمین سے کہیں گے:

((يَا رَبِّ! أُمَّتِيْ أُمَّتِي، فَيَقُوْلُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ أَدْنٰى أَدْنٰى مِثْقَالَ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ)) [3]

''اے میرے رب! میری امت...... میری امت۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانوں میں سے سب سے چھوٹے دانے کے برابر ایمان ہے اس کو آگ سے نکال لے۔''

⑧ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث خوارج اور معتزلہ کی بجائے اہل حق کے مذہب پر دلالت کرتی ہے جو

---

[1] شرح الطحاوية الميسر للشيخ محمد عبدالرحمن الخميس (ص/ ٤٦-٤٧)۔

[2] البخاري، التوحيد (٧٥٠٩)۔ [3] البخاري، التوحيد، (٧٥١٠)۔

اس بات کے قائل ہیں کہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا۔ اوران کبیرہ گناہوں میں سے زنا اور چوری کو خاص کیا ہے کیونکہ یہ تمام گناہوں میں سے فحش ترین ہیں۔اوروہ احادیث الرجاء میں داخل ہے۔" [1]

## 16 سب سے بڑی نیکی

((قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ قَالَ: إِذَا عَمِلْتَ سَيِّئَةً، فَاعْمَلْ بِجَنْبِهَا حَسَنَةً فَإِنَّهَا عَشْرُ أَمْثَالِهَا. قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَحَسَنَةٌ؟ قَالَ هِيَ أَحْسَنُ الْحَسَنَاتِ)). [2]

"ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔آپ ﷺ نے جواب دیا: جب تجھ سے کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے ساتھ ہی ایک نیکی کرلیا کر۔ کیونکہ ایک نیکی سے اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔میں نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! کیا" لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ " بھی نیکی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سب سے بڑی نیکی ہے۔"

**فوائد:**

① اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اچھے اعمال جنت میں دخول کے اسباب ہیں اور یہ اس حدیث کے متعارض نہیں ہے جس کو شیخین نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] صحیح مسلم بشرح النووی (۷/ ۷۵،۷۶)۔ [2] اخرجه احمد في المسند (۵/ ۱۶۹) وفي الزهد (۲۷) وهناد في الزهد (۱۰۷۱) والبيهقي في الأسماء والصفات (۱۰۷۱) قال الالباني إسناده حسن۔ رجاله ثقات غير أشياخ مشمر۔ فلم يسموا لكنهم جمع ينجبر الضعف بعد دهم، انظر السلسلة الصحيحة (۱۳۷۳) وصححه بمجموع طرقه عبدالجبار الفريوائي محقق الزهد لهناد بن السري الكوفي (۱۰۷۱)۔

''کسی ایک شخص کو بھی اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ نے سوال کیا: کیا آپ کو بھی آپ کے اعمال نجات نہیں دیں گے؟ فرمایا: ''ہاں مجھے بھی نجات نہیں دیں گے الا کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے۔'' [1]

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعمال جتنے بھی خالص اور درست ہوں، جب تک ان کے ساتھ اللہ کا عفو، بخشش اور فضل نہ ہو وہ انسان کو جنت میں داخل نہیں کر سکتے، کیونکہ ان اعمال کی اللہ نے بندے کو توفیق دی ہے اس لیے یہ اس توفیق کی وجہ سے اللہ کے شکر کے محتاج ہیں بلکہ یہ شکر ایک اور شکر کا محتاج ہے۔

اعمال صالحہ اللہ عزوجل کی رحمت اور فضل کا مطالبہ کرتے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ اعمال صالحہ ہی جنت کے دخول کے اسباب ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ ﴾ [2]

''اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔''

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ ﴾ [3]

''بے شک متقین سایوں کے نیچے اور چشموں کے پاس ہوں گے اور ان کے لیے من پسند پھل ہوں گے تم خوش وخرم ہو کر کھاؤ اور پیو یہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ جنتیوں کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ۝ ﴾ [4]

''کھاؤ اور پیو خوشگوار طریقہ سے یہ ان اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے گزشتہ ایام میں کیے ہیں۔''

---

[1] البخاري، الرقاق، باب كيف كان عيش النبي ﷺ واصحابه، (٦٤٦٣) ومسلم، صفات المنافقين، (٧١، ٧٣)۔ [2] ١٦/ النحل: ٣٢۔

[3] ٧٧/ المرسلات: ٤١، ٤٣۔ [4] ٦٩/ الحاقة: ٢٤۔

② یہ حدیث بیان کرتی ہے کہ مسلمان، گناہوں اور غلطیوں کے پیش آنے کی جگہ ہے لیکن مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں سے سلامتی طلب کرے۔ اور وہ گناہوں کے لیے اپنے آپ کو اتنا آسان ہدف نہ بنائے کہ اس کے گناہ اس کو گھیر کر ہلاک کر دیں۔

بلکہ انسان کو چاہیے کہ وہ نیک کام کرنے میں جلدی کرے۔

کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ﴾ [1]

"نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں۔"

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا)) [2]

"برائی کے بعد نیکی کیا کر کیونکہ یہ نیکی اس برائی کو ختم کر دیتی ہے۔"

بلکہ نیکی تو دس گنا تک بڑھ جاتی ہے البتہ بعض دفعہ تو اس سے بھی بڑھ جاتی ہے، سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ابن آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک نیکی دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لیکن روزہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔" [3]

نبی کریم ﷺ نے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((لَا صَلَاةَ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) [4]

"میری اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار درجہ افضل ہے۔"

---

[1] ١١/ هود:١١٤۔ [2] الترمذی، البر والصلة، باب ما جاء فی معاشرة الناس (١٩٨٧) وقال: حسن صحيح واحمد (٥/ ١٥٣) والصحيح الجامع (٩٧)۔

[3] مسلم، الصيام، باب فضل الصيام (٢٧٠٤)۔

[4] مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مكة والمدينة (٥٠٧، ٥٠٩) (٣٣٧٦)۔

اے اللہ کے بندے! تو اس خیرِ عام اور فضلِ عظیم کی طرف جلدی کر کیونکہ بھلائی کے دروازے بہت زیادہ ہیں احسان اور نیکی کے متعدد راستے ہیں تو جس دروازے کے ذریعے چاہیے اپنے رب کے پاس جا۔

گناہ جتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو اس کی وجہ سے ناامید نہ ہو کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴾ [1]

''اے نبی! (ﷺ) میرے ان بندوں سے کہو جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف سے کام لیا ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور وہی بخشنے اور رحم کرنے والا ہے۔''

③ اس حدیث کے فوائد میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا کلمہ تمام عبادات میں سے اعظم اور افضل ہے اور ایسا ہو بھی کیوں نہ یہ کلمہ ایمان اور کفر کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور یہ ایسا کلمہ طیبہ ہے جو اللہ کی اذن سے ہر موسم میں پھل دیتا ہے اور یہ ایسا کلمہ اخلاص ہے کہ جو بھی شخص یقین کے ساتھ اس کو کہتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اور یہی وہ کلمہ ہے جو انبیا علیہم السلام کی دعوت اور آسمانی کتب کا نچوڑ ہے اور اسی کلمہ کی وجہ سے انبیا اور ان کی قوموں کے درمیان لڑائیاں ہوئی ہیں۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ مُوْسَى: يَا رَبِّ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَذْكُرُكَ وَأَدْعُوْكَ بِهِ، قَالَ: يَا مُوْسَى! قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ: يَا رَبِّ! كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا قَالَ: يَا مُوْسَى! لَوْ أَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِي وَالْأَرَضِيْنَ السَّبْعَ فِي كِفَّةٍ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي كِفَّةٍ مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) [2]

---

[1] ۳۹/ الزمر: ۵۳۔ [2] اخرجه ابن حبان (٦٢١٨) والنسائى فى اليوم والليلة (٥٣٤) والحاكم (١/ ٥٢٨) وصححه ووافقه الذهبى وعزاه الحافظ فى الفتح (١١/ ٢١١) للنسائى وقال سنده صحيح وعزاه الهيثمى فى المجمع (١٠/ ٨٢) لأبى يعلى وقال (ورجاله وثقوا على ضعف فيهم)۔

''موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے کوئی ایسی چیز سکھلائیں جس کے ذریعے میں تیرا ذکر کیا کروں اور تجھ سے دعا کیا کروں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو لا إله إلا الله کا کلمہ پڑھا کر۔ موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے: اے میرے رب! یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے ہی کہتے ہیں اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ جو کوئی ان کو آباد کرتا ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور ''لا إله إلا الله '' والا پلڑا نیچے رہ جائے گا۔ (اور دوسرا پلڑا اوپر اٹھ جائے گا)۔''

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

((أَنَّ نُوحًا قَالَ لِابْنِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ: آمُرُكَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِينَ السَّبْعَ لَوْ وُضِعَتْ فِي كَفَّةٍ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ فِي كَفَّةٍ رَجَحَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَوْ أَنَّ السَّمَوَاتِ السَّبْعَ وَالْأَرْضِينَ السَّبْعَ كُنَّ حَلْقَةً مُبْهَمَةً لَقَصَمَتْهُنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ)) [1]

''نوح علیہ السلام نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے سے کہا: میں تجھے لا إله إلَّا اللّٰهُ کا حکم دیتا ہوں۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کو ایک پلڑے میں تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰه والا پلڑا نیچے جھک جائے گا اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک بند حلقہ میں ہوں تو لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰه کا کلمہ ان کو توڑ دے گا۔''

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن کتاب التوحید کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ اس کلمہ کی یہ فضیلت اس لیے ہے کہ یہ شرک کی نفی اور توحید الٰہی جو کہ اعمال میں سے سب سے افضل اور دین کی بنیاد ہونے پر مشتمل ہے جس شخص نے اخلاص اور یقین سے اس کو ادا کیا اور اس کے حقوق

[1] أخرجه احمد (٢/ ١٦٩-١٧٠-٢٢٥) والحاكم وصححه (١/ ٤٨-٤٩) ووافقه الذهبى وقال الهيثمى فى المجمع (٤/ ٢٢٠) ورجال أحمد ثقات وصحح إسناده الألبانى فى السلسلة الصحيحة (٤/ ٢٢٠)۔

ولوازمات اور تقاضے کو ادا کیا اور اس پر استقامت اختیار کی۔ تو یہ ایسی نیکی ہے کہ اس کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴾ [1]

''بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اس پر استقامت اختیار کی، نہ ان پر خوف ہے اور نہ ہی یہ غمگین ہوں گے۔''

اور حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ افضل الذکر ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے۔

''سب سے بہترین دعا ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' ہے۔'' [2]

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے مرفوعاً مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن تمام لوگوں کی موجودگی میں میری امت سے ایک آدمی کو پکارا جائے گا اور اس کے اعمال کے ننانوے (۹۹) رجسٹر پھیلائے جائیں گے اور ہر رجسٹر اتنا بڑا ہوگا جتنی دور کسی کی نظر جاتی ہے، پھر اس سے کہا جائے گا کیا ان میں سے تو کسی کا انکار کرتا ہے؟ کیا تجھ پر میرے لکھنے والے فرشتوں نے ظلم تو نہیں کیا؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! نہ تو میں ان کا انکار کرتا ہوں اور نہ ہی مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے یا تیرے پاس کوئی نیکی ہے؟ وہ آدمی خوفزدہ ہو جائے گا اور کہے گا: میرے پاس تو کچھ نہیں، نہ ہی نیکی اور نہ ہی عذر۔ کہا جائے گا: نہیں، بلکہ ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا اس کے لیے کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوا ہوگا ((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللَّهِ)) ''وہ آدمی کہے گا: اے میرے

---

[1] ٤٦/الاحقاف: ١٣۔ [2] ترمذی، الدعوات، باب فی دعاء یوم عرفة (٣٥٨٥) وقال الترمذی: غریب من هذا الوجه وحسنه الألبانی لشواهده فی السلسلة الصحيحة، (١٥٠٣)

ربّ! ان رجسٹروں کے سامنے کاغذ کے اس پرزے کی کیا اہمیت ہے تو اس سے کہا جائے گا: تجھ پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ وہ رجسٹر ایک پلڑے میں رکھے جائیں گے اور کاغذ کا یہ ٹکڑا دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ تو رجسٹر ہلکے پڑ جائیں گے اور کاغذ کا یہ ٹکڑا بھاری ہو جائے گا۔'' [1]

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''صورت اور عدد کے اعتبار سے اعمال میں تفاضل نہیں ہوتا بلکہ اعمال کی فضیلت دلوں کے تفاضل سے ہوتی ہے دو عملوں کی صورتیں ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن ان کے درمیان اتنا تفاضل ہوتا ہے کہ جس طرح زمین اور آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ حدیث البطاقہ پر غور کریں کہ جس کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور اس کے مقابلے میں ننانوے رجسٹر ہوں گے اور ہر رجسٹر اتنا بڑا ہو گا جتنی دور نظر جاتی ہے لیکن کاغذ کا ٹکڑا بھاری ہو جائے گا اور رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور اس شخص کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ اور یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ہر مؤحد کے پاس کاغذ کا یہ ٹکڑا ہو گا لیکن پھر بھی بہت زیادہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے آگ میں داخل ہوں گے۔'' [2]

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی فضیلت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُوْنَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً أَعْلَاهَا أَوْ أَفْضَلُهَا أَوْ أَرْفَعُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) [3]

''ایمان کے نوّے یا ساٹھ سے زائد شعبے ہیں لیکن ان میں سے سب سے اعلیٰ

---

[1] الترمذی، الایمان، باب فیمن یموت وھو یشھد أن لا الہ الا اللہ (٢٦٣٩) وقال: حسن غریب، وابن ماجہ فی الزھد (٤٣٠٠) والحاکم (١/ ٦)(٢/ ١٨٨) وقال: صحیح علی شرط مسلم ووافقہ الذھبی ووافقھما الالبانی کما فی السلسلۃ الصحیحۃ (١/ ٢١٣)۔

[2] فتح المجید، (ص/ ٥١، ٥٢)۔ [3] البخاری، الایمان، باب قول النبی ﷺ: بنی الاسلام علی خمس(٩) ومسلم (١/ ٦٣) فی الایمان (٥٧، ٥٨)۔

یا افضل یا بلند لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے۔“

ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بھی ایسا بنا دے کہ ہماری زبان پر ہمیشہ یہ کلمہ رہے اور ہم اس کو پختہ یقین اور محبت واخلاص کے ساتھ کہیں اور اس کے لوازمات کو پورا کریں۔

## (17) سات وصیتیں

((قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ! أَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ ﷺ بِسَبْعٍ:

١۔ أَمَرَنِيْ بِحُبِّ الْمَسَاكِيْنِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ.

٢۔ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُوْنِيْ وَلَا أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِيْ.

٣۔ وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَّا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا.

٤۔ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ.

٥۔ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أَقُوْلَ الْحَقَّ وَلَوْ كَانَ مُرًّا.

٦۔ وَأَمَرَنِيْ أَنْ لَّا أَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

٧۔ وَأَمَرَنِيْ أَنْ أُكْثِرَ مِنْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ)). [1]

”ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل (محمد ﷺ) نے مجھے سات چیزوں کی وصیت کی:

١۔ مجھے مساکین اور نچلے درجے کے لوگوں سے محبت کرنے کا حکم دیا۔

٢۔ مجھے حکم دیا کہ میں اپنے سے کم درجے کے لوگوں کی طرف دیکھوں اور اپنے سے زیادہ امیر لوگوں کی طرف نہ دیکھوں۔

٣۔ مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے بھی کسی چیز کا سوال نہ کروں۔

٤۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں رشتے داری کو ملاؤں اگرچہ وہ مجھ سے منہ موڑیں۔

---

[1] احمد، (٥/ ١٥٩) وابن حبان (٢/ ١٩٤) (٤٤٩) والبیھقی فی السنن (١٠/ ٩١) وابو نعیم فی الحلیة (١/ ١٥٩-١٦٠) وصححه الأرناؤوط فی تخریجه لابن حبان (٢/ ١٩٤- إحسان)۔

۵۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہمیشہ سچ بولوں خواہ وہ کتنا ہی کڑوا کیوں نہ ہو۔

۶۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈروں۔

۷۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں "لا حول ولا قوۃ إلا باللہ" بہت کثرت سے پڑھا کروں، پس یہ عرش کے نیچے واقع خزانوں میں سے ہے۔

**فوائد:**

① آپ ﷺ کا یہ حکم کہ "میں مساکین لوگوں سے محبت رکھوں" اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ مسکینوں کے ساتھ احسان کیا جائے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے اور مشکلات میں ان کی مدد کی جائے اور ان کے حالات سے باخبر رہا جائے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے مسکینوں والی زندگی گزری ہے انہی جیسا لباس پہنتے اور ان کے ساتھ ہی کھانا کھاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح وہ حدیث پر عمل کرتے ہیں اور محبت کی انتہا یہ ہے کہ آدمی تمام امور میں اپنے محبوب سے مشابہت اختیار کر لے۔

تَعْصِي الرَّسُوْلَ وَأَنْتَ تَظْهَرُ حُبَّهُ
هَذَا لَعَمْرِيْ! فِي الزَّمَانِ بَدِيْعٌ

تم (محمد ﷺ) کی نافرمانی کے باوجود محبت ظاہر کرتے ہو
اللہ کی قسم! یہ زمانے میں عجیب بات ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّأَطَعْتَهُ
إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

اگر تم کو (اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ) سچی محبت ہوتی تو تم
ان کی اطاعت کرتے کیونکہ دوست اپنے دوست کی بات مانتا ہے۔

② "اپنے سے نچلے طبقہ کے آدمی کی طرف دیکھو۔"

جب انسان ایسے شخص کی طرف دیکھتا ہے جس کے پاس دنیا کی نعمتیں زیادہ ہیں تو وہ

اللہ کی نعمتوں کو حقیر جانتا ہے اور اس کا ذہن دنیا کی فانی نعمتوں کے بارے میں سوچتا ہے اور وہ دنیا کے حصول میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس کے لیے پھر وہ حرام طریقے بھی استعمال کرتا ہے اور اس طرح دنیا اور آخرت کے خسارے کا سودا کر لیتا ہے۔ اور دنیا سے اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اس کے مقدر میں لکھا گیا ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((عَبْدِي! تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي، أَمْلَأْ قَلْبَكَ غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ)) [1]

''میرے بندے میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا۔ اس کے بدلے میں میں تیرے دل کو غنا سے بھر دوں گا اور تیری فقیری کو دور کر دوں گا اور اگر تو میری عبادت کے لیے فارغ نہ ہوا تو میں تیرے ہاتھوں کو مشغولیت سے بھر دوں گا اور تیری فقیری کو دور نہیں کروں گا۔''

ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی وصیتوں پر عمل پیرا ہونے میں عام لوگوں کی نسبت بہت زیادہ سخت تھے اور انہوں نے دنیا کی طرف کبھی نہیں دیکھا کیونکہ وہ اپنی ریاضت اور کوشش سے دنیا پر غالب ہو جاتے تھے یہاں تک کہ وہ آپ کی تابعدار ہو گئی۔ بلکہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عہد رسول میں اپنی حالت سے زائد چیزوں کے حصول سے انکار کر دیا کیونکہ ان کے خیال کے مطابق اس سے وہ اپنے نفس کو دنیا کی فانی چیزوں کی طرف دیکھنے سے روک سکتے تھے۔

③ ''کسی سے کوئی سوال نہ کرنا۔''

خود دار لوگ غیر اللہ سے سوال کرنے کو ذلت اور رسوائی سمجھتے ہیں اور اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

﴿ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ ﴾ [2]

---

[1] أخرجه ابن ابی شیبة فی المصنف موقوفًا علی ابی هریرة رضی اللہ عنہ، رقم: (٣٤٦٩٩)۔

[2] ٦٥/ الطلاق: ٢، ٤۔

’’جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا کرتے ہیں جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔‘‘

اور جسے اللہ کافی ہو جائے تو اسے اللہ سوال کی ذلت سے بچالیتا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص میری طرف سے ایک چیز کو لازم پکڑے گا میں اس کے لیے جنت قبول کرتا ہوں۔‘‘ ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ میں قبول کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ’’لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا۔‘‘

اس کے بعد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ اگر وہ کسی سواری پر سوار ہوتے اور اس دوران ان کا کوڑا گر جاتا تو کسی کو نہ کہتے کہ یہ کوڑا مجھے پکڑانا بلکہ خود سواری سے اتر کر اسے اٹھاتے تھے۔ [1]

④ ’’ہر ایک کے ساتھ صلہ رحمی کرنا اگرچہ لوگ بدسلوکی کریں۔‘‘

آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو صلہ رحمی کا اس لیے حکم دیا کہ اس سے رشتہ داروں کے درمیان مودت اور رحمت کی علامات باقی رہتی ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

((يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنِّيْ وَأَحْسِنُ إِلَيْهِمْ وَيُسِيئُوْنَ إِلَيَّ وَأَحْلَمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلَى ذَلِكَ)) [2]

’’اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے قریبی رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں لیکن وہ رشتہ داری کو ختم کرتے ہیں میں ان کے ساتھ حسن سلوک

[1] ابو داود، (۲/ ۱۲۰) الزکاۃ، باب کراھیة المسألة (۱٦٤۳) وابن ماجه (۱۸۳۷) واللفظ له واحمد (۵/ ۲۷۵) وصححه الالبانی کما فی صحیح الجامع (۲٦۰۳)۔

[2] مسلم، البر والصلة، باب صلة الرحم وتحریم قطیعتها (٦۵۲۵)۔

سے کام لیتا ہوں لیکن وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان سے حلم و بردباری اختیار کرتا ہوں لیکن وہ میرے خلاف جہالت سے کام لیتے ہیں (اس کی گفتگو کو سننے کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر حقیقت یہی ہے جو تو کہہ رہا ہے تو تو گویا ان کو گرم راکھ کھلا رہا ہے۔ اور ان کے خلاف اللہ کی طرف سے تیرا ایک مددگار اس وقت تک تیری مدد کرتا رہے گا جب تک تیری یہ حالت رہے گی۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''الملّ'' میم کے فتح اور لام کی تشدید کے ساتھ ہے اور اس کا معنی گرم راکھ ہے۔ تو معنی یہ ہوگا کہ تو ان کو اتنی تکلیف دے رہا ہے گویا کہ ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہا ہے اور اس محسن پر کوئی گناہ نہیں ہے لیکن دوسرے لوگوں کو اس کے حقوق میں کمی کرنے اور اسے تکلیف پہنچانے کی وجہ سے بہت بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔'' [1]

ایک دفعہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی والدہ حالت شرک میں ان کے پاس آئیں تو اسماء رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے متعلق آپ سے فتویٰ لیں۔ آکر کہنے لگیں:

((يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّيْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ، أَفَأَصِلُ أُمِّيْ؟ فَقَالَ: الرَّحْمَةُ الْمُهْدَاةُ نَعَمْ صِلِيْ أُمَّكِ)) [2]

''اے اللہ کے رسول! میرے پاس میری ماں آئی ہے اور وہ مجھ سے کچھ حاصل کرنے میں رغبت رکھتی ہے کیا میں اس سے صلہ رحمی سے پیش آؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رحمت ہدایت کا ایک ذریعہ ہے۔ تو اپنی ماں سے صلہ رحمی کر۔''

---

[1] رياض الصالحين (ص/ ١٧٧)۔

[2] البخاری، الهبة، باب الهديّة للمشركين، (٢٦٢٠) ومسلم فی الزكاة (١٠٠٣)۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح مسلمان رشتہ داروں سے رشتہ داری ملائی جاتی ہے اسی طرح مال اور اس طرح کی دوسری چیزوں سے کافر رشتہ داروں سے بھی صلہ رحمی کی جائے۔'' [1]

⑤ ''حق بات کہنا اگرچہ کتنی ہی کڑوی کیوں نہ ہو۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے عہد لیا ہے کہ وہ حق بات کا پرچار کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴾

''اور جب ہم نے پختہ عہد لیا ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی کہ تم ضرور اس کو لوگوں کے لیے بیان کرو گے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں تو انہوں نے اس کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا اور اس کے بدلہ میں بہت تھوڑی قیمت خرید لی، پس بہت بری چیز ہے جو انہوں نے خریدی ہے۔'' [2]

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ﴾ [3]

''اور تو اپنے رب کی طرف سے حق بات کہہ، پس جو چاہیے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے۔''

علمائے ربانی ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی قوت اور ثابت قدمی سے مصائب ومشکلات میں امت کو بیدار کیے رکھا جیسے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عزالدین بن عبدالسلام، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دوسرے علمائے کرام۔

ابوذر رضی اللہ عنہ اس چیز پر بہت سختی سے عمل کرتے تھے۔

آپ اپنے متعلق خود فرماتے ہیں:

---

[1] فتح الباری، (۵/ ۲۷۷)۔ [2] ۳/ آل عمران: ۱۸۷۔ [3] ۱۸/ الکھف: ۲۹۔

((مَازَالَ لِي الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى مَا تَرَكَ لِي الْحَقُّ صَدِيقًا)) [1]

''میں ہمیشہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتا رہا یہاں تک کہ حق گوئی کی وجہ سے میرا کوئی دوست باقی نہ رہا (بلکہ سارے لوگ ہی مجھے چھوڑ گئے)۔''

⑥ ''اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔''

جب آدمی حق بات کرے گا، نیکی کا حکم اور برائی سے روکے گا۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ مختلف قسم کی آزمائشوں میں مبتلا ہو جائے گا۔ کبھی دینی آزمائش، کبھی جسمانی، کبھی مالی تو کبھی عزت کا مسئلہ بن جائے گا،

اور آزمائش ہی سے لوگوں کی اصلیت معلوم ہوتی ہے نہ کہ ان کی باتوں سے۔

لقمان علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے کو وصیت کی تو فرمایا:

﴿وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ [2]

''اے بیٹے! نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر (اور اس کے نتیجے میں) جو مصائب تجھے پہنچتے ہیں ان پر صبر کر، بے شک یہ بہت بڑے کاموں میں سے ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ غزوہ احد کے بعد مسلمانوں کا حال بیان کرتے ہیں کہ اس وقت بھی ان کا ایمان کتنا پختہ تھا اور وہ لوگوں سے خوف نہیں کھاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ﴾ [3]

''جب ان سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں پس تم ان سے ڈر جاؤ، تو اس بات نے ان کے ایمان کو اور بڑھا دیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

---

[1] الطبقات (٤/ ٢٣٦)۔ [2] ٣١/ لقمان: ١٧۔ [3] ٣/ آل عمران: ١٧٣۔

مشرکین مکہ اگر چہ دنیا کے مال واسباب کے مالک تھے لیکن تھے تو وہ انسان ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ﴾ اور انسان ایک فقیر، کمزور، حقیر چیز ہے جو کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، سوتا ہے اور بول و براز کرتا ہے۔

اسی وجہ سے ان کا ایمان بڑھ گیا تھا کیونکہ وہ اہل ایمان تھے اور ان کا اللہ پر یقین کامل تھا۔

﴿فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ﴾ [1]

''پس (یہ لوگ) اللہ کے فضل اور نعمت کو حاصل کر کے واپس لوٹے اور انہیں کسی تکلیف نے نہیں چھوا۔''

⑦ ''کثرت سے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کر۔''

ایک داعی جب مذکورہ بالا افعال پر عمل پیرا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے سفر میں ایسے زادِ راہ کا محتاج ہوتا ہے جو اس کے سفر کی مشقت اور دشوار گزاری کو آسان کر دے اور اس کے راستے کے کانٹوں کو خوشبودار پودے اور گلاب کی پتیاں بنا دے۔

مصائب کو دور کرنے اور مشکلات کا مقابلہ کرنے میں ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' کا کثرت سے ورد کرنا ایک خاص تاثیر رکھتا ہے اور اس کی کثرت کی وجہ سے دلوں سے ناامیدی اور خوف ختم ہو جاتا ہے بلکہ جس قدر آدمی اس کو کثرت سے پڑھتا ہے اسی قدر اس کا دل سکون اور اطمینان سے بھر جاتا ہے۔

کیونکہ یہ کلمہ اللہ کے عرش کے نیچے موجود خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اے اللہ! تو ہمارا مولا اور ہمارا ولی ہے تو ہمارے نفسوں کو پاکیزہ بنا، اور ہمیں تقویٰ کی دولت سے مالا مال فرما۔

## (18) کونسا عمل افضل ہے......؟

((قَالَ أَبُو ذَرٍّ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: إِيْمَانٌ بِاللَّهِ، وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قُلْتُ: فَأَيُّ الرِّقَابِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَعْلَاهَا ثَمَنًا، وَأَنْفَسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَفْعَلْ؟ قَالَ: فَتُعِينُ

[1] ۳/ آل عمران: ۱۷۴۔

ضَائِعًا أَوْ تَصْنَعُ لِأَخْرَقَ. قُلْتُ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ ضَعُفْتُ؟ قَالَ: تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلَى نَفْسِكَ)). [1]

''ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کونسا عمل افضل ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا
ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: کونسی گردن (آزاد کرنا) افضل ہے؟
آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی قیمت سب سے زیادہ ہو اور وہ مالکوں کے ہاں سب سے نفیس ہو۔ میں نے کہا اگر میں ایسی گردن آزاد نہ کرا سکوں تو؟
آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو بیکار پھرنے والے آدمی کی مدد کیا کر یا بے وقوف شخص کے لیے کام کیا کر۔ میں نے عرض کیا: اگر میں اتنی طاقت بھی نہ رکھوں تو آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو لوگوں کو شر سے بچائے رکھ پس تیرا یہ کام بھی صدقہ ہوگا جو تو اپنی جان پر کرے گا۔''

## فوائد:

① اس حدیث سے ایمان باللہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان ایک عمل ہے بلکہ افضل الاعمال ہے اور ان لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ ایمان صرف اعتقاد کا نام ہے۔

اہل السنہ کے نزدیک ایمان قول، عمل اور اعتقاد کا مجموعہ ہے جو کہ اطاعت کے کام کرنے سے بڑھتا ہے اور معصیت کے کام کرنے سے کم ہوتا ہے۔

② اس حدیث مبارکہ سے جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ افضل الاعمال میں سے ہے۔

ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

((دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ؟ قَالَ: لَا أَجِدُهُ قَالَ: هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُومَ

[1] البخاري، العتق، باب أي الرقاب افضل (٢٥١٨) ومسلم الايمان (١٣٦)۔

وَلَا تُفْطِرُ؟ قَالَ: وَمَنْ يَّسْتَطِيعُ ذَلِكَ؟)) ❶

''کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں جہاد کے برابر کسی عمل کو نہیں پاتا پھر فرمایا: کیا تو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ ادھر مجاہد جہاد کے راستے پر نکلے اور ادھر تو مسجد میں داخل ہو جائے اور قیام شروع کر دے اور اس میں کوتاہی نہ کرے اور تو روزہ رکھے اور اس کو چھوڑے نہ۔ اس پر اس نے کہا کہ کیا کوئی شخص اس کام کی طاقت رکھتا ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہ فضیلت ظاہرہ جو مجاہد فی سبیل اللہ کی ہے اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔'' ❷

لیکن اس کے مخالف وہ حدیث آتی ہے جسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں:

((سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: الصَّلَاةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ. قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) ❸

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا، میں نے کہا: اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے نیکی کرنا۔ میں نے کہا: اس کے بعد کونسا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے۔''

اور اسی طرح ایک اور حدیث اس حدیث کی مخالف ہے جس کو امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوعاً نقل کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

❶ البخاری، الجهاد، باب فضل الجهاد والسير (٢٧٨٥)۔ ❷ فتح الباری، (٦/ ٧)۔
❸ البخاری، الجهاد، باب فضل الجهاد والسير (٢٧٨٢) ومسلم (١٣٧)۔

((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا أَعْنَاقَكُمْ، قَالُوْا: بَلَى قَالَ: ذِكْرُ اللَّهِ)) [1]

''کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو سب اعمال سے بہتر ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک پاکیزہ ہے اور سب سے زیادہ درجات کو بلند کرنے والا ہے اور تمہارے لیے اس چیز سے بہتر ہے کہ تم سونا اور چاندی خرچ کرو۔ اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے میدانِ مقتل سجاؤ اور ایک دوسرے کی گردنوں کو اڑاؤ؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرمانے لگے، کیوں نہیں یارسول اللہ! ایسا عمل ضرور بتائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔''

اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف ذکر کرنے کی فضیلت مجاہد فی سبیل اللہ کے فضائل سے زیادہ ہے اور اسی طرح انفاق سے بھی ذکر کی فضیلت زیادہ ہے حالانکہ جہاد اور انفاق سے نفع متعدی حاصل ہوتا ہے۔ [2]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نماز اور برالوالدین کو اس لیے مقدم کیا گیا ہے کہ یہ ہر حالت میں مکلف پر لازم ہیں اور جہاد والدین کی اجازت پر موقوف ہے۔'' [3]

اسی طرح آگے فرماتے ہیں کہ سائلین کے احوال کے مختلف ہونے سے جواب مختلف ہوتے ہیں۔ [4]

③ اس حدیث سے غلاموں کو آزاد کرانے کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اور غلاموں کی قیمت میں کمی زیادتی سے اجر کے اندر فرق پڑتا ہے اور اسی طرح اس کی نفاست بھی اجر پر اثر انداز ہوتی ہے۔

---

[1] الترمذي، الدعوات، باب منه في أن ذاكر الله (۳۳۷۷) وابن ماجه (۳۷۹۰) وصححه الالباني كما في صحيح الجامع (۲٦۲۹)۔ [2] فتح الباري، (٦/ ٧)۔

[3] فتح الباري، (٦/ ٧)۔ [4] فتح الباري، (٥/ ١٧٨)۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ [1]

''جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خرچ نہیں کرتے اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے۔''

④ اس حدیث سے ضائع کی مدد کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور الضائع سے مراد وہ شخص ہے جو کسی بھی وجہ سے فقر و عیال یا دَین و مرض سے ضائع ہو رہا ہے۔

ایک روایت میں الصائع کے الفاظ بھی مروی ہیں صائع سے مراد ایسا صانع ہو گا جس پر قرض چڑھا ہو یا وہ اتنا غریب ہو کہ وہ اپنے کاروبار میں مددگار آلات خریدنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

⑤ اس حدیث میں بے وقوف شخص کو تعلیم دینے والے شخص کی فضیلت بیان ہوئی ہے "أخرق" سے مراد وہ شخص ہے جس کا کوئی کاروبار نہ ہو اور اس کی مدد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو کوئی کاروبار کرایا جائے جس سے وہ اپنے لیے مال حاصل کر سکے۔ [2]

⑥ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ برائی سے باز رہنا بھی انسان کے افعال میں شامل ہے اور اس کی وجہ سے اسے اجر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا ہے کہ برائی سے باز رہنا بھی صدقہ ہے جو آدمی اپنے آپ پر کرتا ہے۔

⑦ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرتے ہوئے طالبِ علم کو بہترین طریقہ استعمال کرنا چاہیے اور اسی طرح استاد اور مفتی کو چاہیے کہ وہ طالب علم کے بار بار سوال کرنے کی وجہ سے غصہ نہ کرے بلکہ صبر سے کام لے اور اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔

نیز اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ کاریگر کی مدد کرنا بنسبت عام آدمی کے افضل ہے کیونکہ جس آدمی کو کوئی فن نہیں آتا اس کی مدد عام طور پر لوگ کرتے ہیں کیونکہ وہ غریب ہوتا ہے لیکن جو شخص کاریگر ہوتا ہے عام طور پر لوگ اس کی مدد نہیں کرتے اس کی مدد کرنا گویا کہ ایسے آدمی پر صدقہ کرنا ہے جو کہ پوشیدہ ہے۔ [3]

---

[1] ۳/ آل عمران: ۹۲۔ [2] فتح الباری، (۵/ ۱۷۷۔ ۱۷۸)۔

[3] فتح الباری، (۵/ ۱۷۸)۔

اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم حق کی پیروی کریں اور تیری مخلوق کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔ آمین!

## (19) جنت میں لے جانے والا راستہ

(( قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَيْرٍ: سَأَلَ أَبُوْ ذَرٍّ النَّبِيَّ ﷺ وَكَانَ أَكْثَرَ أَصْحَابِهِ سُؤَالًا لَهُ. أَلَا تُخْبِرُنِي بِعَمَلٍ أَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ؟ قَالَ: تَعْبُدُاللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا قَالَ: إِنَّ لِهٰذَا أَتْبَاعًا؟ قَالَ: تُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ قَالَ: لَيْسَ لَهُ مَالٌ يَتَصَدَّقُ بِهِ! قَالَ: تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ. قَالَ: هُوَ أَضْعَفُ مِنْ ذٰلِكَ! قَالَ: تُرِيْدُ أَنْ لَّا تَجْعَلَ فِيْهِ خَيْرًا، إِجْتَنِبْ شَرَّ النَّاسِ)) [1]

"عبداللہ بن عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور ابوذر رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے سب سے زیادہ سوال کیا کرتے تھے (انہوں نے کہا) آپ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیں جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ ﷺ نے فرمایا: تو خالص اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: کیا ان سے نیچے اعمال ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز قائم کر اور زکاۃ ادا کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرے پاس تو صدقہ کرنے کے لیے مال موجود نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں یہ کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ارادہ کرتا ہے کہ تو ان میں بھلائی پیدا نہ کرے تو تو خود لوگوں کے شر سے بچ جا۔"

---

[1] هناد فی الزهد(١٠٦١) وقال الشيخ عبدالرحمن الفريوائی: إسناده صحيح إن سمعه عبدالله بن عبيد بن عمير من ابی ذرّ فإنی لم أجد فی كتب الرجال أنه يروی عن أبی ذرّ رضی الله عنه والحديث أخرجه ابن حبان(الموارد:٨٦٣)بسنده عن ابی كثير السحيمی عن ابيه عن ابی ذر مرفوعًا وله شاهد متفق عليه من حديث ابی موسی انظر الزهد لهناد(٢/ ٥١٥)۔

**فوائد:**

① اس حدیث میں ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ فضیلت بیان ہوئی ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ سوال نبی کریم ﷺ سے کیا کرتے تھے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے برعکس ہمیشہ بھلائی کے متعلق سوال کیا کرتے تھے تاکہ ان افعال پر عمل پیرا ہوسکیں جبکہ حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ شر اور فتنوں کے متعلق سوال کیا کرتے تھے اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں یہ فتنے ان تک نہ پہنچ جائیں۔

ان دونوں چیزوں کے متعلق سوال کرنے میں بھلائی ہی بھلائی ہے۔

② اس حدیث سے توحید کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت اور شرک اور اہل شرک سے بری الذمہ ہونے کا نام توحید ہے۔

## عبادت

جن چیزوں کا اللہ نے اپنے رسولوں کی زبانوں کے ذریعے حکم دیا ان کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کی اطاعت کو عبادت کہتے ہیں یا پھر یہ ویسا جامع اسم ہے جو ظاہری و باطنی افعال واقوال میں سے جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ان پر بولا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اصل میں عبادت ذلت اور جھک جانے کا نام ہے اور شریعت کے افعال کو عبادت اس لیے کہتے ہیں کہ مکلفین افعال کو اللہ کے سامنے عاجزی وانکساری کرتے ہوئے سرانجام دیتے ہیں۔''

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مطلب یہ ہے کہ جن کاموں کا اللہ نے حکم دیا ان کو بجا لایا جائے اور جن سے منع کیا ان سے رک جایا جائے اور یہی دین اسلام کی حقیقت ہے کیونکہ اسلام کا معنی اللہ کا اتنا فرمانبردار ہونا ہے کہ وہ اطاعت وعاجزی میں انتہا کردے۔ [1]

[1] فتح المجید، (ص/ ١٤)۔

# شرک

اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک بنا کر ان کی عبادت کرنے کو شرک کہتے ہیں۔
شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴾ [1]

''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

اور شرک ایک ایسا کبیرہ گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ﴾ [2]

''بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور اس کے علاوہ جسے چاہیں گے اسے معاف کر دیں گے۔''

اور اسی وجہ سے کل قیامت کے دن امن صرف اسی شخص کو نصیب ہوگا جو شرک کی ہر ایک قسم سے اپنا دامن بچا کر آئے گا اور جو شخص اپنے آپ کو شرک سے بچا کر لائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مصداق ٹھہرے گا:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾ [3]

''ایسے ایمان والے جنھوں نے اپنے ایمان کو ظلم وشرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا یہی لوگ امن وامان والے اور ہدایت یافتہ ہیں۔''

③ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ توحید کے بعد نماز اور زکوٰۃ افضل الاعمال ہیں بلکہ ان کی فضیلت تو اس بات سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلامی بھائی چارے کو شہادتین کے بعد نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ معلق کیا ہے۔ جب تک کوئی شخص نماز ادا نہیں کرتا اور زکاۃ ادا نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی مسلمان کا اسلامی بھائی نہیں ہوسکتا۔

[1] ٣١/ لقمان: ١٣۔ [2] ٤/ النساء: ٤٨، ١١٦۔ [3] ٦/ الانعام: ٨٢۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ﴾ ❶

''پس اگر یہ لوگ توبہ کرلیں اور نماز قائم کرنے لگ جائیں اور زکوٰۃ ادا کرنی شروع کردیں تو پھر یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔''

نماز اور زکوٰۃ کا ترک کرنا جہنم میں پھینکنے والے اسباب میں سے بہت بڑا سبب ہے جب قیامت کے دن جہنمیوں سے سوال کیا جائے گا۔

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ﴾ کس چیز نے تمہیں اس جگہ پھینک دیا؟ وہ کونسے اعمال ہیں جو تمہیں آگ میں لے آئے ہیں؟ وہ کونسی چیز ہے جس نے تمہیں اہل نار میں سے بنا دیا ہے؟ تو وہ لوگ کہیں گے:

﴿ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ ﴾ ❷

''ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور مسکینوں کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے۔''

④ اس حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فضیلت بیان ہوئی ہے اور بھی سبب کی وجہ سے اس وقت کو باقی امتوں پر فضیلت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ ❸

''تم بہترین امت ہو جن کو لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان لائے ہو۔''

اس امت کے خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہر نیکی کا حکم دیتی ہے اور ہر قسم کی برائی سے روکتی ہے اور یہ وصف سابقہ امتوں کے اندر موجود نہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اسی وجہ سے لعنت کی ہے کہ انہوں نے نافرمانی اور اللہ کی حدوں کو پھلانگنے کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والا فریضہ ترک کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

---

❶ ۹/ التوبۃ: ۱۱۔ ❷ ۷۴/ المدثر: ۴۳، ۴۴۔ ❸ ۳/ آل عمران: ۱۱۰۔

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝﴾ [1]

''بنی اسرائیل سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان پر داوٗد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبانوں کے ذریعے لعنت کی گئی ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ گناہ کے کام اور حدوں سے تجاوز کرتے تھے اور وہ جس برائی کے مرتکب ہوتے تھے اس سے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے ان کا یہ کام بہت برا تھا۔''

## (20) اہل مصر کے متعلق وصیت

(( قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَهِيَ أَرْضٌ يُسَمَّى فِيْهَا الْقِيْرَاطُ، فَإِذَا فَتَحْتُمُوْهَا فَأَحْسِنُوْا إِلٰى أَهْلِهَا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا أَوْ قَالَ: ذِمَّةً وَصِهْرًا )) [2]

''ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم لوگ مصر کو فتح کرلوگے اور یہ ایسی زمین ہے کہ اس میں قیراط کا لفظ بولا جاتا ہے۔ پس جب تم اس کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرنا کیونکہ ان کے لیے حق اور رشتہ داری ہے یا یہ فرمایا کہ ان کے لیے حق اور سسرالی رشتہ ہے۔''

### فوائد:

① ''قیراط'' کا لفظ درہم و دینار کے ایک جزء پر بولا جاتا ہے اہل مصر اس لفظ کا بہت زیادہ استعمال کیا کرتے تھے۔ [3]

② ''الرحم'' رشتہ داری اس طرح ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ مصر کے قبائل میں سے تھیں۔

[1] ٥/ المائدہ: ٧٨، ٧٩۔ [2] مسلم (٤/ ١٩٧٠) فضائل الصحابة، باب وصية النبى بأهل مصر (٦٤٩٣) (٢٢٦-٢٢٧) واحمد (٥/ ١٧٣، ١٧٤) والبيهقى فى السنن (٩/ ٢٠٦) وابن حبان (١٥/ ٦٨-إحسان) (٦٦٧٦)۔

[3] صحيح مسلم بشرح النووى (١٦/ ٩٧)۔

③ "الصھر" کیونکہ آپ کی لونڈی ماریہ قبطیہ مصر سے آئیں تھیں۔ [1]

④ اس حدیث میں اہل مصر کے حق میں آپ ﷺ کی وصیت ہے کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے کیونکہ یہ ان کا ہم پر حق ہے اور ان سے ہماری رشتہ داری بھی ہے۔

⑤ اس حدیث میں آپ ﷺ کی نبوت کے بہت سے دلائل موجود ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ ایک وقت آئے گا جب امتِ مسلمہ کے پاس قوت اور شان و شوکت ہوگی اور وہ عجم اور بڑے بڑے جابر حکمرانوں پر غالب آ جائیں گے۔

دوسری یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مصر کی فتح کی خوشخبری دی ہے اور تیسری یہ کہ آپ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ وہاں کے لوگ قیراط کے لفظ کا استعمال کرتے ہیں۔

⑥ اس حدیث مبارکہ سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اسلام زبردستی اور قہر سے نہیں پھیلا بلکہ مسلمانوں کے احسان اور حسن سلوک کی وجہ سے لوگ اپنی مرضی سے فوج در فوج دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔



[1] صحیح مسلم بشرح النووی (١٦/ ٩٧)۔

حصہ دوئم

# ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
# کے علاوہ
# دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
# کو وصیتیں

# سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وصیت

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيْلِي ﷺ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوْتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ)) [1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے ہر ماہ تین روزے رکھنے کی، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت فرمائی۔''

**فوائد:**

① ابن خزیمہ کی روایت میں اس حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

''مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی جن کو میں کسی بھی صورت ترک نہیں کروں گا وہ یہ کہ میں وتر ادا کیے بغیر نہ سوؤں اور میں چاشت کی دو رکعتیں نہ چھوڑوں کیونکہ یہ صلاۃ الاوّابین ہے اور ہر ماہ ایام بیض کے تین روزے رکھا کروں۔'' [2]

② آپ ﷺ نے ایام بیض کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

''ہر ماہ تین روزے رکھنا گویا ساری عمر روزے رکھنا ہے اور ایام بیض سے مراد ہر ماہ کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں تاریخ ہے۔'' [3]

③ ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''آدمی کے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ ہوتا ہے اور ان سب اعضاء (جوڑوں) کا صدقہ نماز چاشت کی دو رکعتیں ہیں۔'' [4]

④ یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ وتر نماز عشاء کے بعد سونے سے قبل بھی ادا کیے جا سکتے ہیں اگر صبح نہ اٹھنے کا ڈر ہو۔ (واللہ اعلم)

---

[1] ابو داود، الوتر، باب فی الوتر قبل النوم (١٤٣٢)۔

[2] ابن خزیمۃ، الوتر، باب ذکر الوصیۃ بالوتر قبل النوم (١٠٨٣)۔

[3] النسائی، الصیام، باب کیف یصوم ثلاثۃ أیام من کل شھر (٢٤٢٢)۔

[4] مسلم، صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی (٧٢٠)۔

# ایک صحابی رسول کو وصیت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے مختصر الفاظ میں نصیحت فرمائیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكَ بِالْإِيَاسِ مِمَّا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ وَإِيَّاكَ وَالطَّمَعَ فَإِنَّهُ فَقْرٌ حَاضِرٌ وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ)) [1]

"جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے اعراض کرو، حرص وطمع سے بچو کیونکہ یہ نقد محتاجی ہے اور اس کام سے بچو جس کے بعد معذرت کرنی پڑے۔"

**فوائد:**

① اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس قناعت دیا ہے جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْكِبِيَّ فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ)) [2]

"رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑ کر فرمایا: دنیا میں اس طرح رہ کہ تو پردیسی ہے یا راہ گزرنے والا ہے۔"

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ)) [3]

"یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا، اسے بقدرِ ضرورت رزق دیا گیا اور جو کچھ بھی اللہ نے اسے عطا کیا اس نے اسی پر قناعت اختیار کر لی۔"

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مستدرك حاكم، الرقاق، (٧٩٢٨)۔

[2] البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ كن في الدنيا كأنك غريب (٦٤١٦)۔

[3] مسلم، الزكاة، باب في الكفاف والقناعة (١٠٥٤)۔

((اللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا وَفِي رِوَايَةٍ: كَفَافًا)) [1]

''اے اللہ! آلِ محمد کو بقدرِ ضرورت رزق عطا فرما اور ایک روایت میں ہے کہ جس سے بھوک مٹ جائے۔''

## ابراہیم علیہ السلام کی امت محمدیہ کو نصیحت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ وَعَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيعَانٌ وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ)) [2]

''میں معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! میرے طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور ان کو اطلاع دینا کہ جنت کی سرزمین بہت زرخیز ہے اور اس کا پانی بڑا میٹھا ہے یہ ویسے تو صاف چٹیل میدان ہے لیکن اس میں درخت لگانے کا ذریعہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور اللّٰهُ أَكْبَرُ'' ہے۔''

**فوائد:**

① ابراہیم علیہ السلام کا وصیت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جنت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ حمد و ثنا اور تسبیح و تکبیر کہو نیز ان مذکورہ کلمات پڑھنے سے جنت میں درخت لگ جاتے ہیں۔

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک پودا لگا رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ پاس سے گزرے [illegible] نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! تو کیا لگا رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: پودا لگا رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے ایسا پودا نہ بتاؤں جو اس پودے سے بہتر ہے؟ یہ کلمات پڑھ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ))'' تو ان

[1] مسلم، الزكاة، باب في الكفاف والقناعة (١٠٥٥)۔

[2] الترمذي، الدعوات، باب في أن غراس الجنة (٣٤٦٢)۔

میں سے ہر ایک کے بدلے تیرے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔“ [1]

③ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ)) [2]

”جس شخص نے ایک مرتبہ ”سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ“ پڑھا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔“

## حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کو وصیت

((عَنْ أَسْمَاءَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ)) [3]

”اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: تم خرچ کرو اور شمار نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں شمار کر کے دے گا اور بخل نہ کرو ورنہ اللہ بھی تم سے روک لے گا حسبِ استطاعت خرچ کرتی رہو۔“

### فوائد:

① اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو نبی کریم ﷺ نے بغیر شمار کیے خرچ کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

② نبی کریم ﷺ نے اکثر مقامات پر خواتین کو صدقہ وخیرات کی خصوصی نصیحت فرمائی ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں انہیں جہنم میں زیادہ دیکھتا ہوں لہٰذا صدقہ کر کے جہنم کی آگ کو اپنے سے دور کیا کرو۔“

---

[1] ابن ماجه، الأدب، باب فضل التسبيح (٣٨٠٧)۔

[2] سلسلة الاحاديث الصحيحة: (٦٤) [3] البخاري، الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع (١٤٣٤) ومسلم (١٠٢٩) وابن حبان (٣٢٠٩) واحمد (٢٦٩٧٨)۔

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وصیت

((عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: فَمَا جَاءَ كَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَإِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ)) ❶

''عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: یہ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کے نہ خواہش مند ہو اور نہ اسے مانگا ہو تو اسے لے لیا کرو اور اگر اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔''

**فوائد:**

① نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس بات کی وصیت فرمائی کہ اگر بن مانگے کوئی چیز تمہیں عطا کی جائے تو اسے قبول کر لیا کر لیکن اگر نہ ملے تو اس کی تڑپ نہ رکھا کر نیز کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے سے بچنا۔

② نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جو کوئی بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس پر فقر و فاقے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔'' ❷

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو وصیت

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى بِلَالٍ وَعِنْدَهُ صُبْرَةٌ مِّنْ تَمْرٍ فَقَالَ: مَا هٰذَا يَا بِلَالُ؟ قَالَ شَيْءٌ إِدَّخَرْتُهُ لِغَدٍ فَقَالَ: أَفَتَخْشَى أَنْ تَرَى لَهُ غَدًا بُخَارًا فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَنْفِقْ يَا بِلَالُ! وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا)) ❸

❶ البخاری، الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين (٧١٦٣) ومسلم (١٠٤٥) وابو داود (١٦٤٧) والنسائی (٥/ ١٠٢)۔

❷ صحيح الترغيب، الصدقات، باب الترهيب عن المسألة (٨١٤) واحمد (١/ ١٩٣)۔

❸ الترغيب، (٢/ ٤٠) والبيهقی فی شعب الايمان (١٣٤٥) والصحيحة (٢٦٦١) صحيح انظر فی هداية الرواة (٢/ ٢٨٦) (١٨٢٦)۔

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ (ایک دفعہ) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے پاس گئے (آپ نے دیکھا کہ) ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: اے بلال! یہ کیا ہے؟ تو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے میں نے کل کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے ڈر نہیں لگتا کہ قیامت کے دن تجھے جہنم کی آگ میں اس کا بخار پہنچے اے بلال! خرچ کر اور عرش والے (رب) سے نہ ڈر کہ وہ تجھے فقیر بنا دے گا۔''

**فوائد:**

① یہ کمال تقوی کی علامت ہے کہ آدمی ذخیرہ اندوزی کو چھوڑ کر اللہ کے راستے میں سب صدقہ و خیرات کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال کو اسی چیز کی وصیت فرمائی کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو کیونکہ کل کا پتہ نہیں کہ آئے گی یا کہ نہیں۔

## خواتین کے لیے خاص وصیت

(( عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ )) [1]

''اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینا حقیر نہ سمجھے اگر چہ بکری کے کھر ہی کیوں نہ ہوں۔''

**فوائد:**

① خواتینِ اسلام کو آپ ﷺ نے اپنی پڑوسن کا خاص خیال رکھنے کی وصیت فرمائی ہے۔

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اگر مجھے کسی جانور کے کھر یا بازو کی طرف دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کروں گا اور اگر مجھے کوئی بازو یا کھر ہدیہ میں دیا جائے تو میں اسے بھی قبول کروں گا۔'' [2]

---

[1] البخاری، الهبة وفضلها والتحريض عليها، (٢٥٦٦) ومسلم (١٠٣٠) والترمذی (٢١٣٠)۔

[2] البخاری، النكاح، باب من أجاب الى كراع (٥١٧٨) والترمذی (١٣٣٨)۔

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيبُ عَلَيْهَا)) ❶

''نبی کریم ﷺ تحفہ قبول بھی کرتے اور اس کا بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔''

④ تحفہ اس نیت سے دینا کہ اسے بھی دیا جائے گا یا زیادہ طلب کا ارادہ ہو تو ناجائز ہے کیونکہ ہدیہ کا معنی ہی یہ ہے کہ بغیر عوض کے کسی چیز کو دیا جائے۔ ❷

# ایک صحابی رسول کو وصیت

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْصِنِي قَالَ: لَا تَغْضَبْ، فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ: لَا تَغْضَبْ)) ❸

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے وصیت کیجئے آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کر۔ اس نے کئی مرتبہ (سوال) دہرایا آپ ﷺ نے (یہی) جواب دیا: غصہ نہ کر۔''

**فوائد:**

① نبی کریم ﷺ سے یہ سوال مختلف اوقات میں کئی صحابہ کرام نے کیا اور آپ ﷺ نے انہیں یہی جواب دیا۔ فتح الباری میں جاریہ بن قدامہ، سفیان بن عبداللہ ثقفی ابوالدرداء اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ سوال اور نبی کریم ﷺ کا یہی جواب مذکور ہے ان میں سے بعض نے یہ کر سوال کیا کہ آپ مجھے تھوڑی سی بات بتا دیجئے جس سے مجھے نفع ہو اور بعض نے کہا مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے آپ نے یہی جواب دیا کہ غصہ مت کر۔ ❹

② ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ ❺

''وہ لوگ جو بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب

---

❶ البخاری، الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب المكافاة فی الهبة (٢٥٨٥) وابو داود (٣٥٣٦)۔ ❷ المغنی (٥/ ٥٩١)۔ ❸ البخاری، (٦١١٦)۔

❹ فتح الباری، (رقم الحدیث: ٦١١٦)۔ ❺ ٤٢/ الشوری: ٣٧۔

غصے میں آتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں۔"

③ ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ [1]

"وہ لوگ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جانے والے ہیں۔"

④ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو خاموش ہو جائے۔" [2]

⑤ ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ "جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ ختم ہو جائے تو بہتر ورنہ لیٹ جائے۔" [3]

## حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کو وصیت

((وَعَنْ أَبِي جُرَيٍّ جَابِرِ بْنِ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: اعْهَدْ إِلَيَّ قَالَ: لَا تَسُبَّنَّ أَحَدًا قَالَ: فَمَا سَبَبْتُ بَعْدَهُ حُرًّا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا بَعِيرًا وَّلَا شَاةً قَالَ: وَلَا تَحْقِرَنَّ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ وَأَنْتَ مُنْبَسِطٌ إِلَيْهِ وَجْهُكَ وَإِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْمَعْرُوْفِ وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَإِنِ امْرُؤٌ شَتَمَكَ وَعَيَّرَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تُعَيِّرْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَإِنَّمَا وَبَالُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ)) [4]

"ابو جری جابر بن مسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا (اے اللہ کے رسول!) مجھے وصیت فرمائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کو بھی گالی نہ دینا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کسی شخص کو خواہ وہ آزاد تھا یا غلام تھا اونٹ یا بکری کسی کو بھی گالی نہیں دی۔ آپ ﷺ نے

[1] ٣/ آل عمران: ١٣٤۔ [2] صحیح الجامع الصغیر (٦٩٣)۔

[3] صحیح الجامع الصغیر (٦٩٤)۔

[4] ابو داود، اللباس، باب فی الھدب (٤/ ٥٣) (٤٧٥) (٤٠٨٤) والترمذی (٢٧٣٠) والنسائی (٣١٧) والبخاری فی الادب المفرد (١١٨٢)۔

فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھنا اور خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے بھائی سے گفتگو کرنا یہ بھی نیکی کا کام ہے اور اپنے تہبند کو نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھنا اگر ایسا نہ ہو سکے تو ٹخنوں سے اونچا رکھنا اور چادر نیچے لٹکانے سے بچنا اس لیے کہ چادر لٹکانا فخر میں سے ہے اور اللہ فخر و تکبر کو ناپسند کرتا ہے اور اگر کوئی شخص تجھے گالیاں دے اور تجھے تیرے ان عیوب کی وجہ سے عار دلائے جن کے بارے میں اس کو علم ہے کہ تجھ میں ہیں تو تو جواباً اس کے ان عیوب کا ذکر کر کے عار نہ دلانا جن کے بارے میں تجھے علم ہے کہ اس میں یہ عیوب ہیں اس لیے کہ اس کے گناہ کا وبال اسی پر ہوگا۔"

## حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کو وصیت

((عَنْ أَبِي بَرْزَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! عَلِّمْنِي شَيْئًا أَنْتَفِعُ بِهِ قَالَ: اعْزِلِ الْأَذٰى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ)) [1]

"ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں (ایسے عمل کی وصیت کریں) جو میرے لیے نفع بخش ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کی آمدورفت کی جگہ سے تکلیف دہ چیزوں کو دور کر۔"

**فوائد:**

① ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيقٍ فَقَالَ: لَأُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ لَا يُؤْذِيهِمْ فَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ)) [2]

"کہ ایک شخص کا گزر ایک درخت کی شاخ کے پاس سے ہوا (جس نے

---

[1] مسلم، البر والصلة، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق (٦٦٦٩) والبخارى فى الادب المفرد (٢٢٨) واحمد (٤/ ٤٢٠)۔ [2] البخارى، الصلاة، باب فضل التهجير الى الظهر (١/ ١٦٧) وفى المظالم (٣/ ١٧٧) والترمذى (١٩٦٥)۔

راستے کو روک رکھا تھا) اس شخص نے عزم کیا کہ میں مسلمانوں کے راستے سے اس شاخ کو ضرور ہٹا دوں گا تا کہ انہیں اس سے اذیت نہ پہنچے (اس کے اس عمل کی وجہ سے) اس کو جنت میں داخل کیا گیا۔''

② ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((إِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيقِ لَكَ صَدَقَةٌ)) [1]
''تیرا راستے سے پتھر، کانٹے اور ہڈی کو دور کرنا صدقہ ہے۔''

## 1 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چند یہودی آئے اور انہوں نے کہا: السَّامُ عَلَيْكُمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! آپ ﷺ نے فرمایا: وَعَلَيْكُمْ (تمہی پر ہو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (جو پاس ہی تشریف فرما تھیں) نے کہا: ''بل عَلَيْكُمُ السَّامُ وَالذَّامُ'' کہ ''تمہارے اوپر ہی موت اور برائی ہو۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا عَائِشَةُ! لَا تَكُونِي فَاحِشَةً)) ''اے عائشہ! بدزبان مت ہو (یعنی بری بات نہ کہو)'' انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے نہیں سنا کہ جو یہود نے کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے سنا ہے جو انہوں نے کہا ہے اور کیا میں نے ان کو جواب نہیں دیا کہ وعلیکم ''تمہی پر ہو۔'' [2]

**فوائد:**

① یہود و نصاری کو سلام میں ابتدا نہیں کرنی چاہیے اگر وہ سلام کہیں تو ان کو جواب ''وعلیکم'' دینا چاہیے کیونکہ اکثر وہ السلام علیکم کی بجائے السام علیکم کہہ دیتے ہیں جس کا معنی ہے ''تم پر موت ہو۔''

② اگر ایسی مجلس ہے جس میں مسلمان اور کافر یا مشرک ملے جلے بیٹھے ہیں تو ان کو سلام کیا جا سکتا ہے البتہ نیت مسلمانوں کی کرنی چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ کا عمل موجود ہے۔

[1] البخاری فی الادب المفرد (٨٩١) والترمذی، البر والصلة، باب ماجاء فی ضائع المعروف (١٩٦٣)۔ [2] مسلم، السلام، باب النهی عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام وكيف يرد عليهم (٥٦٥٨)۔

## 2 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو یہ اپنے قبیلے کا بدترین بندہ ہے۔'' جب وہ اندر آ گیا تو آپ ﷺ نے اس سے نرمی سے کلام کیا (جب وہ چلا گیا تو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے تو اسے ایسا ایسا کہا اور پھر آپ نے ان سے نرمی کے ساتھ گفتگو کی آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَاللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَن وَدَعَهُ أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)) [1]

''اے عائشہ! اللہ کے نزدیک قیامت کے دن لوگوں میں سے برا انسان وہ ہے جسے لوگ اس کے برے اخلاق کی وجہ سے چھوڑ دیں یا اسے الوداع کہہ دیں۔''

**فوائد:**

① اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے نرمی اختیار کرنے کی وصیت فرمائی جیسا کہ آپ ﷺ نے ایک روایت میں فرمایا:

''اگر نرمی آدمی میں آ جائے تو اسے وہ مزین کر دیتی ہے اور اگر نرمی نکل جائے اور سختی آ ئے تو وہ آدمی کو عیب دار کر دیتی ہے۔'' [2]

② کسی برے انسان یا ظالم انسان کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کرنے سے اس کی غیبت نہیں ہوتی بلکہ یہ لوگوں کو اس سے اپنے دفاع کے لیے خبر دینا ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہے۔ (واللہ اعلم)

## 3 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ پس انہوں

---

[1] مسلم، البر والصلة، باب مداراة من يتقى فحشه (٦٥٩٦)۔ [2] مسلم (٦٦٠٢)۔

نے لوگوں کو آپ ﷺ کے دروازے پر جمع پایا کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ ملی پس ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی وہ اندر داخل ہوئے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اجازت طلب کی ان کو بھی اجازت مل گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ غمگین بیٹھے ہوئے ہیں اور ازواجِ مطہرات آپ ﷺ کے گرد جمع ہیں تو جناب عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا کہ اس موقعہ پر میں کوئی ایسی بات کہتا ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑیں۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہے خارجہ کی بیٹی (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھی) کے متعلق کہ انہوں نے مجھ سے خرچ مانگا تو میں اس کا گلہ گھونٹنے لگا۔ سو نبی ﷺ ہنس پڑے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سب بھی میرے گرد جمع ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور مجھ سے خرچ مانگ رہی ہیں۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف جا کر ان کا گلہ گھونٹنے لگے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا (اپنی اپنی بیٹی کا) گلہ گھونٹنے لگے اور دونوں کہنے لگے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ اللہ کی قسم! ہم کبھی رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیز نہیں طلب کریں گی جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہے پھر آپ ﷺ ان سے ایک ماہ یا انتیس دن جدا رہے پھر آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ﴾ حَتَّى بَلَغَ ﴿لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا﴾

سو آپ نے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی تعمیل شروع کی۔

اور فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ! إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَعْرِضَ عَلَيْكِ أَمْرًا وَأُحِبُّ أَنْ لَا تَعْجَلِي فِيهِ حَتَّى تَسْتَشِيرِي أَبَوَيْكِ))

”اے عائشہ! میں چاہتا ہوں کہ تم سے ایک بات کہوں اور چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں جلدی نہ کرو جب تک کہ تم اپنے والدین سے اس کے بارے میں مشورہ نہ کر لو، انہوں نے عرض کیا کہ وہ کیا بات ہے اے اللہ کے رسول! پھر آپ ﷺ نے ان پر یہ آیت تلاوت کی۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے

اس معاملہ میں کیا اپنے والدین سے مشورہ لوں (نہیں) بلکہ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں البتہ میں آپ سے یہ سوال کرتی ہوں کہ آپ یہ بات جو میں نے آپ سے کہی ہے کسی کو اپنی بیویوں میں سے نہیں کہیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں جو بیوی بھی مجھ سے پوچھے گی میں تو اسے واضح طور پر کہہ دوں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی کرنے والا نہیں بلکہ آسانی سے سکھانے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' [1]

**فوائد:**

① اگر خاوند اپنی اہلیہ کی کسی ناچاکی کی وجہ سے یہ قسم کھالے کہ میں اتنے دن (زیادہ سے زیادہ چار ماہ) اس کے پاس نہیں جاؤں گا تو شرعی اصطلاح میں اسے ایلا کہتے ہیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے انتیس یا تیس دن ایلا کیا۔

② اگر آدمی اپنی بیوی کو اختیار دے دے کہ چاہے تو میرے پاس رہ یا چلی جا۔ تو یہ طلاق نہیں ہوگی جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ [2]

③ آپ ﷺ کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہنا کہ والدین سے مشورہ کر کے کچھ فیصلہ کرنا یہ آپ کے ساتھ کمال شفقت اور صغر السن کی وجہ سے تھا کہ وہ جدائی پر آمادہ نہ ہو جائیں جوان کے لیے بہتر نہیں ہے۔

## 4 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وصیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ! ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ)) [3]

''اے عائشہ! نرمی کو لازم پکڑو، بے شک نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے خوش

---

[1] مسلم، الطلاق، باب بيان انّ تخيير امراته لا يكون طلاقا إلّا بالنيّة (٣٦٩٠)۔

[2] رقم الحديث: ٣٦٨٦۔ [3] ابو داود، الأدب، باب في الرفق، (٤٨٠٨)۔

نما کر دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اسے بدنما بنا دیتی ہے۔''

**فوائد:**

① حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ رفیق (نرمی کرنے والا) ہے نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں کرتا۔'' [1]

## 1 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ''اپنے رشتہ داروں اور قبیلے والوں کو ڈرائیے۔'' تو رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑ پر کھڑے ہوئے اور فرمایا:

((يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ يَا بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ! لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمْ))

''اے فاطمہ بنت محمد، اے صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے عبدالمطلب کے بیٹو! میں خدا کے سامنے تم کو نہیں بچا سکتا۔ البتہ میرے مال میں سے جو تم جی چاہے مانگ لو۔'' [2]

## 2 حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی تمام بیویاں (آپ کی بیماری کے ایام میں) آپ ﷺ کے پاس جمع تھیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں فاطمہ اسی طرح چلتی تھیں جس طرح رسول اللہ ﷺ چلتے تھے آپ ﷺ نے جب ان کو دیکھا تو مرحبا کہا اور فرمایا: ''مرحبا میری بیٹی!'' پھر آپ ﷺ نے ان کو اپنی داہنی یا بائیں جانب بٹھایا اور ان کے کان میں چپکے سے کچھ فرمایا وہ اس سے بہت روئیں جب آپ ﷺ نے ان کا یہ حال دیکھا تو دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا: تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے

---

[1] ابو داود، الأدب، باب فی الرفق، (٤٨٠٧)۔

[2] مسلم، الایمان، باب فی قوله تعالیٰ: ﴿وانذر عشيرتك الأقربين﴾ (٥٠٣)۔

دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خاص تم سے راز کی باتیں کیں ہیں جس سے تم روئی ہو جب آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے تم سے؟ تو انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کے راز کو فاش نہیں کرنے والی۔ جب آپ ﷺ وفات پا گئے تو میں نے ان کو قسم دی اس حق کی جو میرا ان پر تھا اور کہا کہ مجھے بیان کرو جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے کہا تھا انہوں نے کہا اب البتہ میں بیان کر دوں گی پہلی مرتبہ آپ ﷺ نے میرے کان میں یہ فرمایا: ''حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر سال میں ایک بار یا دو بار مجھ سے قرآن کا دور کرتے تھے اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ (یعنی وفات قریب ہے) تو اللہ سے ڈرتی رہ اور صبر کر میں تیرا بہت اچھا پیش خیمہ ہوں۔'' یہ سن کر میں رونے لگی جیسے تم نے دیکھا تھا جب آپ ﷺ نے میرا رونا دیکھا تو دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا:

((يَا فَاطِمَةُ! أَمَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَٰذِهِ الْأُمَّةِ)) [1]

''اے فاطمہ! تو راضی نہیں ہے کہ تو مؤمنوں کی عورتوں کی یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔'' یہ سن کر میں ہنس دی جیسا کہ تم نے دیکھا۔

## عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وصیت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے گزرا اور میری ازار (شلوار یا تہ بند) لٹک رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَبْدَاللّٰهِ! ارْفَعْ إِزَارَكَ فَرَفَعْتُهُ ثُمَّ قَالَ: زِدْ فَزِدْتُ فَمَا زِلْتُ أَتَحَرَّاهَا بَعْدُ. فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ إِلَى أَيْنَ؟ فَقَالَ: إِلَى أَنْصَافِ السَّاقَيْنِ)) [2]

''اے عبداللہ! اپنی ازار اونچی کر۔ میں نے تھوڑی سی اٹھائی آپ ﷺ نے فرمایا: اور اونچی کر۔ میں نے اور اونچی کی۔ پھر میں اٹھاتا رہا یہاں تک کہ

---

[1] مسلم، الفضائل، باب من فضائل فاطمة رضي الله عنها (٦٣١٣)۔

[2] مسلم، اللباس، باب تحريم جرّ الثوب خيلاء (٥٤٦٢)۔

بعض لوگوں نے عرض کیا: کہاں تک اٹھائی جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نصف پنڈلی تک۔''

## فوائد:

① ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف دیکھے گا نہیں جس نے اپنا کپڑا تکبر کے ساتھ کھینچا۔'' ❶

② اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ازار کو نہ لٹکائے بلکہ کسی وجہ سے نیچے ڈھلک جائے تو وہ اس کے حکم میں نہیں ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میری چادر کا ایک کنارہ لٹک جاتا ہے سوائے اس کے کہ میں اس کا خاص خیال رکھوں تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّصْنَعُهُ خُيَلَاءَ)) ❷

''تم ان لوگوں سے نہیں ہو جو یہ کام تکبر سے کرتے ہیں۔''

چنانچہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا قد جھکا ہوا تھا اپنی چادر تھام نہیں سکتے تھے وہ ان کے کولہوں سے ڈھلک جاتی تھی۔ ❸

③ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کپڑا لٹکائے اور یہ کہے کہ میں نے تکبر سے نہیں لٹکایا تو اس کی یہ بات درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مؤمن کی چادر کا مقام پنڈلی کا عضلہ (موٹا حصہ) مقرر فرمایا: اس کے بعد پنڈلی کا نصف مقرر فرمایا، زیادہ سے زیادہ ٹخنے کے اوپر تک رکھنے کی اجازت دی اور اس سے نیچے لٹکانا منع ہے اور یہی تکبر ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلٰى نِصْفِ السَّاقِ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ مَا كَانَ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ مَنْ جَدَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ)) ❹

''مومن کے چادر باندھنے کی حالت نصف پنڈلی تک ہے اور اس کے اور ٹخنوں کے درمیان اس پر کوئی گناہ نہیں جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے

❶ مسلم، اللباس، باب تحريم جرّ الثوب خيلاء (٥٤٥٣)۔ ❷ بخاری، (٥٧٨٤)۔
❸ فتح الباري، ١٠/ ٢٦٦۔ ❹ صحيح الجامع الصغير (٩٢١)۔

جو شخص تکبر سے اپنی چادر لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھے گا نہیں۔"

④ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر چادر، شلوار، پینٹ، پاجامہ وغیرہ لٹکاتا ہے یعنی ٹخنوں سے نیچے رکھتا ہے تو اس کا نیچے لٹکانا ہی تکبر ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

((وَارْفَعْ إِزَارَكَ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ)) [1]

"اور اپنی چادر نصف پنڈلی تک اونچی رکھو اگر نہیں مانتے تو ٹخنوں تک اور چادر لٹکانے سے بچو کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ یہ تکبر سے ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں فرماتے۔"

## سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو وصیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے (سوار) تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا غُلَامُ! احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ)) [2]

"اے لڑکے! اللہ کا دھیان رکھ وہ تیرا دھیان رکھے گا۔ اللہ کا دھیان رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا اور جب سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ۔"

**فوائد:**

① اللہ کا دھیان رکھ سے مراد کہ اللہ کی حدود اس کے احکام اور اس کی منع کردہ اشیاء اور اس کے ساتھ کیے ہوئے عہد و پیمان کا دھیان رکھ جیسا کہ مؤمنین کی اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی ہے: ﴿ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ﴾ [3] "اور وہ جو اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" یعنی آپ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ اللہ کے احکام کی حفاظت کر، اللہ تمہاری حفاظت

[1] ابو داود، اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار (٤٠٨٤) وصحيح ابی داود (٣٤٤٢)۔

[2] الترمذی، (٢٥١٦) وصحيح الترمذی (٢٠٤٣)۔ [3] ٩/ التوبة: ١١٢۔

کرے گا اور تمہارا دھیان رکھے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اس کے لیے باری باری (حفاظت کے لیے) آنے والے ہیں اس کے آگے اور اس کے پیچھے جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔'' ❶

② ''اللہ کے احکام کی حفاظت کر، تو تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔'' یعنی حدود اللہ کی محافظت کرنے والا اللہ کو اپنے ساتھ پاتا ہے اور اس کے ساتھ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت شامل حال ہوتی ہے۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ تو ہر وقت ہوتا ہے جیسے ارشاد فرمایا:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ ❷

''اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو۔''

③ ہمیشہ سوال اللہ ہی سے کرنا چاہیے کیونکہ اللہ سوال کرنے سے خوش ہوتا ہے اور سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)) ❸

''جو اللہ سے سوال نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتے ہیں۔''

اس کے برعکس اگر بندوں سے سوال کیا جائے تو وہ ناراض ہوتے ہیں۔

اللَّهُ يَغْضَبُ إِنْ تَرَكْتَ سُؤَالَهُ<br>
وَتَرَى ابْنَ آدَمَ حِينَ يُسْئَلُ يَغْضَبُ

''اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اگر تم اس سے سوال کرنا چھوڑ دو اور ابن آدم کو دیکھو گے کہ وہ اس وقت ناراض ہوگا جب اس سے سوال کیا جائے۔''

نیز ہر وہ چیز جو صرف اللہ کے اختیار میں ہے مثلاً: ہدایت، محبت، دولت مندی، اولاد، فتح ونصرت وغیرہ ان کا سوال اللہ کے علاوہ کسی سے کرنا شرک ہے جو ناقابل معافی جرم ہے اور جو چیزیں انسان کے اختیار میں ہیں یا اس کا دوسرے پر حق ہیں مثلاً: کسی کے پاس کھانے کی

❶ ۱۳/ الرعد: ۱۱۔ ❷ ۵۷/ الحدید: ٤۔ ❸ صحیح الترمذی، (۲٦۸۲)۔

چیز موجود ہے تو مانگ لینا، یا کوئی شخص کسی کام میں کسی کی مدد کرسکتا ہے تو اس سے مدد مانگ لینا درست ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اور خضر نے بستی والوں سے کھانا مانگا تھا اور عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا: ﴿مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ [1] ''کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں۔'' تو ان چیزوں میں بھی اصل امید اللہ تعالیٰ ہی سے ہے کہ وہ ان لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے خیر خواہی ڈال دے اور وہ اس کی مدد ونصرت کریں گویا اصل سوال اللہ ہی سے ہے۔اسی طرح ہر سوال اور مدد ونصرت اللہ ہی سے مانگنی چاہیے۔

## حضرت ابوسعید عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت

حضرت ابوسعید عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ خَيْرًا مِنْهَا فَأْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ)) [2]

''اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! تم اپنی طرف سے دنیا کی حکومت (عمداً) نہ مانگنا۔ اگر وہ تجھے بن مانگے ملے گی تو اس پر اللہ تعالیٰ تیری مدد فرمائیں گے۔اگر تم نے مانگی اور تجھے مل گئی تو اللہ تجھے (اکیلا) چھوڑ دیں گے (تم جانو اور تمہارا کام جانے) اور اگر تم حلف اٹھاؤ پھر تم اس کے خلاف کرنا بہتر خیال کرو تو جو اچھا سمجھو وہ کام کر گزرو اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردو۔''

**فوائد:**

① وزارت، عہدہ، حکومت اور امیر بننے کی طمع کرنا اور امارت کے طلب کرنے میں حریص ہونا مؤمن کی شایان شان نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ۳/ آل عمران: ۵۲۔ [2] البخاري، كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث وبعده (٦٧٢٢)۔

”بلاشبہ تم لوگ ضرور حکومت کی حرص وطمع کرو گے اور وہ قیامت کے دن لازماً تمہارے لیے باعث ندامت ہوگی۔“ [1]

لہٰذا امارت کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے اگر کوئی ذمہ داری سونپ دی جائے تو پھر اللہ سے اس کو نبھانے کی دعا کرنی چاہیے جیسا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے نصیحت کی تھی۔

# ایک صحابی رسول کو وصیت

حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَافُلَانُ! إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَقُلْ: أَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ))

”اے فلاں! جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر جاؤ تو یہ دعا پڑھو:“ اے اللہ! میں اپنے نفس کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کرتا ہوں اور اپنے معاملے کو بھی تیرے سپرد کرتا ہوں اور اپنا آپ تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے تیرے (عذاب) سے کوئی پناہ گاہ اور کوئی نجات نہیں مگر تیری ہی طرف، میں ایمان لایا تیری اس کتاب پر جو تو نے نازل کی اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے بھیجا۔“

(یہ پڑھنے کے بعد) اگر تو رات کو فوت ہو جائے تو تیری موت فطرت پر ہوگی اور اگر تو نے صبح کی تو خیر و برکت پائے گا۔“ [2]

---

[1] البخاري، الاحكام، باب ما يكره من الحرص على الإمارة (٧١٤٨)۔

[2] البخاري، التوحيد، باب قوله: أنزله بعلمه (٧٤٨٨)۔

# حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَاعُقْبَةُ! أَلَا أُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرِئَتَا فَعَلَّمَنِي: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)) [1]

''اے عقبہ! کیا میں تم کو دو بہتر پڑھی گئی سورتیں نہ سکھلاؤں؟ پھر آپ ﷺ نے مجھے ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ سکھلائیں۔''

**فوائد:**

① سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اے عقبہ!) کیا تجھے ان آیات کا علم ہے جو رات کو نازل ہوئیں اور کوئی آیت ان کے برابر نہیں یعنی ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ [2]

② حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

> ''اے جابر! پڑھ۔'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں کیا پڑھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھو۔''

میں نے ان دونوں کو پڑھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں کو پڑھتے رہنا، تم ان جیسی (سورتیں) ہرگز نہ پڑھو گے۔'' [3]

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مرض الموت والی بیماری میں آپ ﷺ اپنے آپ کو معوذات پڑھ کر یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دم کرتے پھر میں آپ ﷺ کو

---

[1] النسائی، الاستعاذۃ، باب، (٥٤٣٨)۔

[2] مسلم، صلاۃ المسافرین، باب فضل قراءۃ المعوذتین (٨١٤)۔

[3] النسائی، الاستعاذۃ، باب: (٥٤٤٣)۔

انہیں کے ساتھ دم کرتی۔ [1]

## حضرت انس رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((یَابُنَیَّ! إِیَّاكَ وَالْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ الْإِلْتِفَاتَ فِي الصَّلَاةِ هَلَكَةٌ)) [2]

''اے بیٹے! نماز میں ادھر ادھر جھانکنے سے بچ، کیونکہ نماز میں ادھر ادھر جھانکنا ہلاکت کا سبب ہے۔''

**فوائد:**

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران نماز اِدھر اُدھر دیکھنے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو شیطان کا جھپٹنا ہے جس کے ذریعے شیطان انسان کو جھپٹ لیتا ہے۔'' [3]

## حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

((یَا مُعَاذُ! وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأُحِبُّكَ فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنَا وَاللّٰهِ! أُحِبُّكَ قَالَ: أُوْصِیْكَ یَا مُعَاذُ! لَا تَدَعَنَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ أَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ أَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) [4]

''اے معاذ! اللہ کی قسم! تم مجھے بہت زیادہ محبوب ہو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ کی قسم! مجھے بھی آپ بہت زیادہ محبوب ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! میں تجھے

---

[1] البخاری، (١٤/ ٥٠١٦)۔ [2] الترمذی، الجمعة، باب ما ذکر فی الالتفات فی الصلوة (٥٨٩)۔ [3] البخاری، الأذان، باب الالتفات فی الصلاة (٧٥١) وابن خزیمة (٤٨٤) وابو داود (٩١٠)۔ [4] ابو داود، الصلاة، باب فی الاستغفار (١٥٢٢) وصحیح ابی داود (١٣٤٧) والنسائی (٣/ ٥٣)۔

وصیت کرتا ہوں کہ کسی بھی نماز کے بعد اس دعا کو نہ چھوڑنا: ''اے اللہ! اپنا ذکر اور شکر کرنے اور اپنی اچھی عبادت کرنے پر میری مدد فرما۔''

## حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ وَلَا دَمٌ نَبَتَا عَلٰى سُحْتٍ النَّارُ أَوْلٰى بِهِ يَا كَعْبَ بْنَ جَمْرَةَ! النَّاسُ غَادِيَانِ: فَغَادٍ فِي فَكَاكِ نَفْسِهِ فَمُعْتِقُهَا وَغَادٍ فَمُوْثِقُهَا، يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ! الصَّلَاةُ قُرْبَانٌ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يَذْهَبُ الْجَلِيدُ عَلٰى الصَّفَا)) [1]

''اے کعب بن عجرہ! حرام کمائی سے پرورش پانے والا گوشت اور خون جنت میں داخل نہیں ہوں گے بلکہ وہ جہنم کے زیادہ لائق ہیں۔ اے کعب بن عجرہ! لوگ دو طرح کے ہیں: ایک وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو آزاد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اس میں کامیاب ہو جاتا ہے دوسرا وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو قید میں ڈال دیا۔ اے کعب بن عجرہ! نماز اللہ کی قربت کا ذریعہ ہے۔ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح کہ چٹان سے برف پھسل جاتی ہے۔''

### فوائد:

① حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''صدقہ گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو مٹا دیتا ہے۔'' [2]

② حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] ابن حبان، الخطر والإباحة، (٥٥٦٧)۔ [2] الترمذی، الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة، (٢٦١٦)۔

"بلاشبہ صدقہ پروردگار کا غضب ختم کر دیتا ہے۔" [1]

③ مرثد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

(( إِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُهُ )) [2]

"بلاشبہ روزِ قیامت مؤمن پر اس کا صدقہ سایہ کرے گا۔"

## حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ کو وصیت

قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((يَا قَبِيصَةُ! مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ، كَبِرَتْ سِنِّي، وَرَقَّ عَظْمِي فَأَتَيْتُكَ لِتُعَلِّمَنِي مَا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ تَعَالَى بِهِ، فَقَالَ: يَا قَبِيصَةُ! مَا مَرَرْتَ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ وَلَا مَدَرٍ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَكَ يَا قَبِيصَةُ! إِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ ثَلَاثًا: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ. تُعَافَ مِنَ الْعَمَى وَالْجُذَامِ وَالْفَلَجِ يَا قَبِيصَةُ ! قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِمَّا عِنْدَكَ وَأَفِضْ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَانْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَأَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ)) [3]

"اے قبیصہ! کیسے آنا ہوا؟ میں نے کہا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور ہڈیوں کا ڈھانچہ بن چکا ہوں میں آپ ﷺ سے ایسا علم حاصل کرنے آیا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے قبیصہ! تو جب بھی کسی پتھر، درخت اور مکان کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ تیرے لیے استغفار کرتا ہے۔ اے قبیصہ! جب تو فجر کی نماز پڑھ لے تو تین بار کہہ: "میں پاکیزگی بیان کرتا ہوں عظیم اللہ کی اس کی تعریفوں کے ساتھ۔" تو تو اندھے پن، کوڑھ اور فالج سے محفوظ رہے گا۔ اے قبیصہ! کہہ: "یا اللہ! میں تجھ سے تیرے خزانوں کا سوالی ہوں مجھ پر اپنے فضل کا دروازہ کھول دے، مجھ پر اپنی

[1] السلسلة الصحيحة (١٩٠٨)۔ [2] مسند احمد، (٤/ ٢٣٣)۔ [3] مسند احمد (٥/ ٦٠)۔

رحمت کی برکھا برسا اور مجھ پر اپنی برکات کو نازل فرما۔"

**فوائد:**

① حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص حصول علم کے راستے پر گامزن ہوا اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور فرشتے اس کے کام سے خوش ہوتے ہیں اور اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور عالم دین کے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز مغفرت کی دعا کرتی ہے حتی کہ پانی میں مچھلیاں بھی اور عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہے جیسے چاند کی ستاروں پر فضیلت ہے اور علما انبیا کے وارث ہیں اور بلاشبہ انبیا کی وراثت درہم و دینار نہیں بلکہ ان کی وراثت علم ہے جس شخص نے اسے لے لیا اس نے اس (وراثت کا) وافر حصہ پا لیا۔" [1]

## حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَبْدَاللّٰهِ! لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ)) [2]

"اے عبداللہ! تو اس شخص کی مانند نہ ہو جا۔ جو رات کو قیام کرتا ہے پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔"

**فوائد:**

① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز رات کی نماز ہے۔" [3]

---

[1] الترمذی، العلم، باب فی فضل الفقه علی العبادة (٢٦٨٢)۔ [2] البخاری، التهجد، باب ما یكره من ترك قیام اللیل لمن كان یقومه (١١٥٢) ومسلم (١١٥٩)۔

[3] مسلم، الصیام، باب فضل صوم المحرم (١١٦٣)۔

② حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تہجد پڑھا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے تمہارے لیے اللہ کے قرب کا سبب ہے، برائیوں سے دور ہونے کا ذریعہ ہے اور گناہوں سے باز رکھنے والا عمل ہے۔'' [1]

## حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت وہب بن کیسان فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ میں چھوٹا بچہ تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس اور میں کھانا کھانے کے دوران اپنے ہاتھ کو برتن میں گھمار ہا تھا یعنی اپنے سامنے سے نہ کھا رہا تھا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)) [2]

''اے بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔''

وہ (عمرو بن ابی سلمہ کہتے ہیں کہ) پھر میں ہمیشہ اسی طرح (یعنی نبی ﷺ کے بتانے کے مطابق) کھاتا رہا۔

**فوائد:**

① عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو بسم اللہ کہے اور اگر ابتدا میں کہنا بھول جائے تو یوں کہہ دے ''بِسْمِ اللَّهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ۔'' [3]

## حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] الترمذی، (٣٥٤٩) وابن خزیمة (١١٣٥) حسن إرواء الغليل (٢/ ١٩٩)۔

[2] البخاری، الاطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين (٥٣٧٦) ومسلم (٢٠٢٢)۔

[3] ابو داود، الاطعمة، باب التسمية على الطعام (٣٧٦٧) صحيح إرواء الغليل (١٩٦٥)۔

((يَا مُعَاذُ! أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ؟ قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)) [1]

''اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا کیا حق ہے بندوں پر؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ کیا تو جانتا ہے کہ کیا بندوں کا حق ہے اللہ پر؟ تو انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔''

## امت محمدیہ کے نوجوانوں کو وصیت

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں علقمہ، اسود، عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: ہم چند نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے ہمارے اوپر کوئی چیز نہیں تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)) [2]

''اے نوجوانوں کی جماعت! جو تم میں سے استطاعت (مالی وجسمانی) رکھتا ہے وہ شادی کروا لے۔ بلا شبہ وہ نگاہوں کو نیچا کرنے والی اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والی ہے اور جو استطاعت نہیں رکھتا وہ روزہ رکھے بے شک وہ اس کے لیے ڈھال ہے۔''

## خواتین اسلام کو وصیت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالضحیٰ یا عیدالفطر کے

[1] البخاری، التوحید، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ أمته الی توحید الله تبارك وتعالیٰ (۷۳۷۳)۔ [2] البخاری، النکاح، باب من لم یستطع الباءة فلیصم (۵۰٦٦)۔

دن عیدگاہ کی طرف نکلے، پس آپ ﷺ کا گزر خواتین کی طرف سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ: وَبِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ)) [1]

"اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ کیا کرو بے شک میں تمہیں جہنم میں زیادہ دیکھتا ہوں پس انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ایسا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو اور اپنے خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہو۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا:

((يَا عَائِشَةُ! ارْفُقِي فَإِنَّ الرِّفْقَ لَمْ يَكُنْ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا زَانَهُ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا شَانَهُ)) [2]

"اے عائشہ! نرمی کو لازم پکڑو، بے شک نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے خوش نما کر دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اسے بدنما بنا دیتی ہے۔"

**فوائد:**

① حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بلا شبہ اللہ تعالیٰ رفیق (نرمی کرنے والا) ہے نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ عطا کرتا ہے جو سختی پر نہیں کرتا۔" [3]

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

---

[1] البخاری، الحیض، باب ترك الحائض الصوم، (٣٠٤)۔

[2] ابوداود، الأدب، باب فی الرفق، (٤٨٠٨)

[3] ابوداود، الأدب، باب فی الرفق، (٤٨٠٧)

((يَا عَلِيُّ! لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْأٰخِرَةُ)) [1]

''اے علی! تو نظر کو نظر کے پیچھے نہ لگا۔ بے شک پہلی نظر تجھے معاف ہے اور دوسری تیرے لیے معاف نہیں (بلکہ گناہ ہے)۔''

**فوائد:**

① حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (غیر محرم پر) اچانک نظر پڑھ جانے کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا:
''اپنی نظر کو دوسری جانب پھیر لے۔'' [2]

## حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ لوگ پکار کر تکبیر کہنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اپنی جانوروں پر نرمی کرو (یعنی آہستہ ذکر کرو) کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے ہو تم تو اس کو پکارتے ہو جو سنتا ہے اور نزدیک بھی ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔''

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے تھا اور میں ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کہہ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَنْزٍ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ ؟ فَقُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ)) [3]

''اے عبداللہ بن قیس! میں تجھ کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتلاؤں۔ میں نے عرض کیا، بتلایئے کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ ''لاحول ولا قوة الا باللہ۔''

---

[1] ابو داود، النكاح، باب فى ما يؤمر به من غض البصر (٢١٤٩)۔
[2] ابو داود، النكاح، باب فى ما يؤمر به من غض البصر (٢١٤٨)۔
[3] مسلم، الذكر، باب استحباب خفض الصوت بالذكر (٦٨٦٢)۔

فوائد:

① یہ کلمہ تفویض ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے کیونکہ انسان اس میں اللہ کا مکمل مطیع اور فرمانبردار بن جاتا ہے اور اسی کی مکمل تابع داری کا اعلان کرتا ہے۔

② یہ کلمہ جنت کا خزانہ ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ نفیس ترین اور بہت عمدہ ہے جیسا کہ آدمی اپنا نفیس اور عمدہ مال جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے ایسے ہی یہ نفیس ترین کلمہ اس کے لیے بطور خزانہ جمع ہو جاتا ہے اس کا ثواب اس کے لیے ذخیرہ ہے۔

## حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو وصیت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے اور انصار قبیلے کے ایک آدمی ابوامامہ کو مسجد میں دیکھا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

((يَا أَبَا أُمَامَةَ! مَالِيَ أَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟))

''اے ابوامامہ (کیا بات ہے) ابھی تو نماز کا وقت نہیں ہوا۔تم مسجد میں کیوں بیٹھے ہو؟''

اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے غموں اور قرضوں نے پریشان کر رکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسا کلام نہ بتاؤں جس کے پڑھنے سے اللہ عزوجل تمہارے غم دور کر دیں اور تمہارا قرض بھی ادا ہو جائے گا؟'' اس نے عرض کیا: کیوں نہیں، فرمایئے؟ اس پر آپ ﷺ نے یہ دعا صبح و شام پڑھنے کو فرمائی:

((أَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ))

''اے اللہ! میں فکر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، معذوری و کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بخیلی اور بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، قرض کے غالب آجانے اور لوگوں کے دباؤ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے تمام غم دور کر دیئے اور میرا تمام قرضہ آسانی سے ادا کروا دیا۔ [1]

# حضرت حکیم بن حزام کو وصیت

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے عطا کر دیا میں نے پھر مانگا اور آپ ﷺ نے پھر عطا کر دیا۔ میں نے پھر مانگا۔ آپ ﷺ نے پھر عطا فرما دیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا حَكِيمُ! إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى))

''اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے لیکن جو شخص اس سے اپنے دل کو سخی کرے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہوگی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہوگا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ (یاد رکھنا کہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔''

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا حتی کہ میں اس دنیا سے ہی جدا ہو جاؤں چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حکیم کو ان کا معمول دینے کو بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا تو انہوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسلمانو! میں تمہیں حکیم بن حزام کے معاملے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا۔ لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے حتی کہ وفات پا گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مالِ فے سے ان کا حصہ انہیں دینا

---

[1] ابو داود، الوتر، باب فی الاستعاذة، (١٥٥٥)۔

چاہتے تھے مگر انہوں نے وہ بھی نہیں لیا۔ [1]

## ابوطالب بن عبدالمطلب کو وصیت

حضرت سعید بن میسب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابو طالب بن عبدالمطلب (رسول اللہ ﷺ کے حقیقی چچا) وفات پانے لگے تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو بھی بیٹھے ہوئے پایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَمِّ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ))

''اے میرے چچا! تم لا الہ الا اللہ کہہ دو میں اللہ کے پاس اس کا تمہارے لیے گواہ رہوں گا۔''

ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے: اے ابوطالب! عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ ﷺ برابر یہی بات ان سے کہتے رہے (یعنی کلمہ توحید پڑھنے کے لیے۔ ادھر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ اپنی بات بکتے رہے) یہاں تک کہ ابوطالب نے آخری بات جو کہی وہ یہ تھی کہ میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں اور لا اِلہ اِلَّا اللہ کہنے سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے لیے دعا کروں گا جب تک اللہ مجھے روک نہ دے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا﴾ الخ ''یعنی نبی ﷺ اور مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے استغفار کریں اگر چہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں جب اس بات کا علم ہو چکا کہ وہ جہنمی ہیں۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ﴾ [2] الخ ''یعنی جس کو تم چاہو اس کو راہ راست پر لے آؤ یہ نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ کو زیادہ علم ہے کہ کون ہدایت پانے والے ہیں۔'' [3]

---

[1] بخاری، الزکاۃ، باب الاستعفاف عن المسألة (١٤٧٢) ومسلم (١٠٣٥) والترمذی (٢٤٦٣) وابن حبان (٣٢٢٠)۔ [2] ٢٨/ القصص: ٥٦۔ [3] مسلم، الایمان، باب الدلیل علی صحة اسلام مَنْ حضره الموت ما لم يشرع...... (١٣٢)۔

# حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو وصیت

حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقٰى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ)) [1]

''بھلائی میں سے کسی چیز کو ہرگز حقیر مت سمجھو خواہ (اتنا ہی ہو کہ) تو اپنے بھائی کو کھلے چہرے کے ساتھ ملے۔''

**فوائد:**

① نیکی کا کوئی بھی کام ہو خواہ وہ معمولی سا بھی کیوں نہ ہو اللہ اس کو جانتا ہے اور اس کا اجر بھی عطا کرتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴾ [2]

''جو شخص ایک ذرے کے برابر بھلائی کرے وہ اسے دیکھ لے گا۔''

② سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تمہارا اپنے بھائی کے سامنے مسکرا دینا تمہارے لیے صدقہ ہے اور تمہارا نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا تمہارے لیے صدقہ ہے اور تمہارا راستے سے پتھر، کانٹا، ہڈی ہٹانا تمہارے لیے صدقہ ہے اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔'' [3]

# حدیث کے طالب علموں کے لیے وصیت

حضرت ہارون العبدی فرماتے ہیں:

جب ہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ خوش ہو کر فرماتے تھے مرحبا، تمہارے لیے نبی کریم ﷺ نے وصیت فرمائی ہے۔ ہم نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی کیا

---

[1] مسلم، البر والصلة، باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء (٦٦٩٥)۔

[2] ٩٩/ الزلزال:٧۔ [3] ترمذی، البر، (٣٦) وصحیح ترمذی للالبانی، (١٥٩٤)۔

وصیت ہے؟ فرمایا: ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''میرے بعد لوگ تم سے میری احادیث پوچھنے آئیں گے، جب وہ آئیں تو تم ان کے ساتھ لطف وعنایت سے پیش آنا اور انہیں حدیثیں سنانا۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے پاس زمین کے کناروں سے جو لوگ حدیث طلب کرتے ہوئے پہنچیں گے جب وہ آئیں تو ان کی بہترین خیر خواہی کرنا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جب ان طالب حدیث نو جوانوں کو دیکھتے تو بے ساختہ کہتے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی وصیت پر تمہیں مرحبا ہو، مبارک ہو، حضور ﷺ کا ہمیں حکم ہے کہ ہم تمہیں کشادگی کے ساتھ اپنی مجلسوں میں جگہ دیں اور تمہیں احادیث رسول ﷺ سنائیں۔ تم ہمارے خلیفہ ہو اور محدثین ہمارے بعد خلیفہ ہیں۔ [1]



[1] شرف اصحاب الحدیث(ص/ ۲۱)

# تفسیر ابن کثیر

امام المفسرین حافظ عماد الدین

ابو الفدا اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی رحمہ اللہ

المتوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ

امام العصر مولانا محمد جوناگڑھی رحمہ اللہ

تخریج
کامران طاہر

تحقیق و نظر ثانی
حافظ زبیر علی زئی

تقریظ
ابو الحسن مبشر احمد ربانی
حافظ صلاح الدین یوسف

☆ تمام آیات قرآنیہ، احادیث کریمہ کی مکمل تخریج و تحقیق کا اہتمام
☆ خوبصورت سرورق، معیاری طباعت، بہترین کاغذ، مناسب قیمت

مکتبہ اسلامیہ

لاہور | بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد | بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

# صحیح بخاری

أمیر المؤمنین فی الحدیث

ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری

ترجمہ

مولانا محمد داؤد راز

نظر ثانی

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ — فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

(۱) آیات کریمہ کی تخریج (۲) احادیث مبارکہ کی تخریج اور حدیث نمبر کے ذریعے دیگر کتب احادیث کی طرف راہنمائی (۳) اقوال رسول ﷺ کا امتیازی رسم الخط (۴) درسی نسخہ ہندیہ سے تقابل اور موازنہ (۵) تین مختلف ایڈیشن (۶) اعلیٰ طباعت اور معیاری کاغذ (۷) خوبصورت جلد بندی اور دیدہ زیب سرورق (۸) مناسب قیمت


مکتبہ اسلامیہ

لاہور بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973

فیصل آباد بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204

# رسول اللہ ﷺ
# کی
# وصیتیں